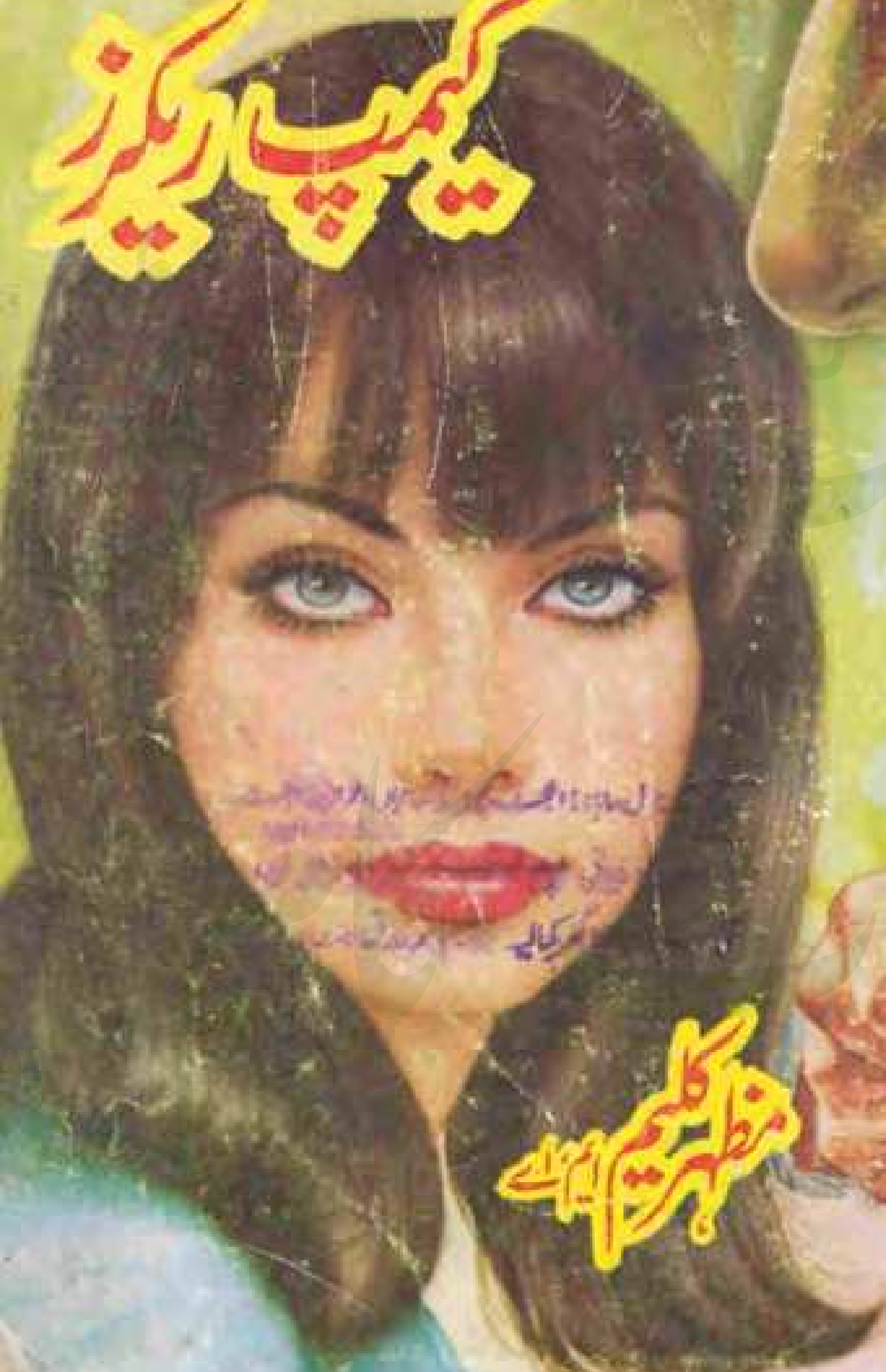

عمران سیریز
کیمپ ریکرز
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز مصنف پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے

ناشران ---------- اشرف قریشی

---------- یوسف قریشی

پرنٹر ---------- محمد یونس

طابع ---------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ---------- 20/ روپے



چند باتیں

محترم قارئین!

سلام مسنون! نیا ناول "کیمپ ریکرز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کی کہانی ان کہانیوں میں شامل ہے جس میں تیز رفتار ایکشن اپنے پورے عروج پر ہوتا ہے۔

عمران اور پوری سیکرٹ سروس اس بار حرکت میں آئی ہے اور ایسی حرکت میں آئی ہے کہ ناول کی پہلی سطر سے آخری سطر تک انہیں ایک سانس بھی سکون سے لینے کی مہلت نہیں ملی۔

عمران اور سیکرٹ سروس کا یہ ایڈونچر کافرستان کی سرزمین میں واقع اسرائیل کے انتہائی خفیہ اڈے کی تباہی کا ایڈونچر ہے۔

اس کہانی میں کافرستانی سیکرٹ سروس اور اسرائیل کی سیکرٹ سروس جی پی فائیو۔ عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے مقابلہ میں مشترکہ طور پر آگئی ہے اور یہ مقابلہ اس قدر خوفناک ---- اس قدر تیز رفتار ---- اعصاب شکن ---- اور رونگٹے کھڑے کر دینے والا ثابت ہوا کہ آپ پہلی سطر کے بعد ناول کے اختتام تک آنکھیں جھپکنا بھی بھول جائیں گے۔

اس کہانی میں ایکشن کے ساتھ ساتھ قدم قدم پر اعصاب کو جھنجھنا دینے والا سسپنس بھی موجود ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس بار حقیقتاً موت کے ظالم پنجوں میں اس بُری طرح پھنسے کہ انہیں پھڑکنے تک کی مہلت نہ ملی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول جاسوسی ادب میں انتہائی گرانقدر اضافہ ثابت ہوگا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

طیارہ

دیوہیکل چھاتہ بردار طیارہ گہرے اندھیرے میں تاریکی کا سینہ چیرتے ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس طیارے میں پائلٹ کے علاوہ گیارہ افراد سوار تھے۔ ان سب نے پیراشوٹ باندھ رکھے تھے۔ ان کی پشت پر کینوس کے موٹے موٹے تھیلے لدے ہوئے تھے۔ اور وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہوں۔ چھاتہ بردار طیارہ اندھیرے کا جزو بنا ہوا تھا پائلٹ کی نظریں سامنے ڈائل پر روشن ایک نقطے پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ نقطہ ہی اسے راستہ دکھا رہا تھا۔ وہ اس نقطے کی حرکت کے مطابق دیوہیکل جہاز کو اڑائے لئے چلا جا رہا تھا۔ کہ اس خاموشی میں اچانک ایک کے بولنے سے تھرتھراہٹ سی پیدا ہوئی۔ خاموشی یوں ٹوٹی کہ سب چونک پڑے۔

"اگر میرا پیراشوٹ بروقت نہ کھلا تو کیا ہوگا"۔ بولنے والے نے بڑے

خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم نیچے گر کر مرجاؤ گے بس اور کیا ہوگا" ساتھ بیٹھے ہوئے نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے ——— مرجاؤں گا ——— یار یہ موت پیراشوٹ میں چھپی بیٹھی ہوئی ہے کہ جیسے ہی پیراشوٹ نہ کھلے وہ دبوچ لیتی ہے"۔ پہلے نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"پلیز ——— ایسے موقعوں پر یہ بدشگونی کی باتیں نہ کریں"۔ طیارے میں موجود واحد لڑکی نے جو پہلے بولنے والے کی پشت پر بیٹھی تھی۔ سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو بدشگونی کے لئے کوئی خاص موقع ہوتا ہے ——— چلو مجھے وہ موقع بتادو۔ کم از کم مجھے یہ پتہ تو چلے کہ کس موقع پر بدشگونی کی باتیں اچھی لگتی ہیں"۔ پہلے بولنے والے نے کہا۔

"وہ موقع ہوتا ہے کسی کی شادی کا ——— کیونکہ شادی مجسم بدشگونی ہوتی ہے مرد کے لئے"۔ ایک اور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم چپ رہو ——— جب اچھی باتیں کرنی نہیں آتیں تو خواہ مخواہ چونچ کھولنے کا کیا فائدہ"۔ ایک اور نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

یہ سب لوگ عمران اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس کے ممبرز تھے۔ وہ بدشگونی کی باتیں کرنے والا ظاہر ہے عمران کے سوا اور کون ہوسکتا ہے۔ آج صبح ایکسٹو نے انہیں دانش منزل میں اکٹھا کیا اور پھر انہیں اس مشن پر جانے کی تیاریوں کا حکم دے دیا۔

عمران ان کا لیڈر مقرر ہوا اور جولیا کو نائب لیڈر بنایا گیا۔ مشن کے متعلق صرف

اتنا بتایا گیا کہ انہیں ہمسایہ ملک کافرستان کے غیر آباد پہاڑوں میں موجود ایک خفیہ اڈے کو تباہ کرنا ہے اور بس۔

اور پھر آدھی رات کے وقت انہیں ایک خفیہ اڈے پر پہنچا دیا گیا جہاں انہیں پیراشوٹ باندھ کر اس طیارے میں سوار ہونا تھا۔ عمران بھی خلاف معمول خاموش تھا۔ لیکن زیادہ دیر تک عمران کے لئے خاموش بیٹھنا بھی ناممکن تھا۔ اس لیئے وہ آخر بول ہی پڑا۔

"بھئی تنویر کو چونچ کھولنے کا موقع کوئی دیتا نہیں۔ پلیز جولیا! یہ چونچ کھولے تو اسے "چوگ" دے دینا"——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ——— تمہیں بات کرنے کی تمیز ہی نہیں ہے، آجاتے ہیں لیڈر بن کے" ——— تنویر بری طرح بھڑک اٹھا۔ ظاہر ہے عمران کا فقرہ تنویر کو برا لگنا ہی تھا۔ کیونکہ مادہ پرندہ اپنے بچوں کو چونچ کے ذریعے چوگ ڈالتی ہے۔ اس لئے عمران نے جولیا کو تنویر کی ماں بنا دیا تھا۔

"تنویر ہم کسی سیاسی جلسے میں تو شرکت کرنے نہیں جارہے کہ صرف اچھی باتیں کرنے والا ہی لیڈر بن سکتا ہے"——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا

"جہاں بھی جارہے ہوں۔ چاہے وہ جہنم ہی کیوں نہ ہو لیکن لیڈر کو بات کرنے کا سلیقہ تو آنا چاہیئے"۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار ہوجائیں ——— ٹارگٹ قریب آرہا ہے"——— اچانک پائلٹ کی آواز کمرے میں گونجی اور وہ سب سنبھل کر بیٹھ گئے۔ طیارہ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جارہا تھا۔ اور پھر طیارے کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے دروازے پر سرخ رنگ

کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس کا مطلب تھا کہ طیارہ ٹارگٹ پر پہنچ چکا ہے۔ جیسے ہی سرخ بلب جلنے لگا۔ عمران جو دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اچھل کر کھڑا ہوا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

اس نے ہینڈل گھما کر دروازے کو زور سے دوسری طرف دبایا تو دروازے کا پٹ طیارے کی دیوار میں گھستا چلا گیا۔ اور سرد ہوا کے تیز جھونکے اندر آنے لگے۔

باقی سب لوگ بھی اپنی اپنی جگہوں پر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے نشستوں کے اعتبار سے چھلانگیں لگانی تھیں۔

عمران نے سر پہ پہنا ہوا ہیلمٹ ٹھیک کیا اور پھر جیسے ہی سرخ بلب کی جگہ سبز لائٹ جلی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے پیچھے مڑ کر دیکھا، دوسرے ہی لمحے اس نے دروازے سے باہر پھیلے ہوئے گھپ اندھیرے میں چھلانگ لگا دی۔

اندھیرے نے اسے ایک لمحے میں یوں نگل لیا جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔ عمران کے جانے کے ایک منٹ بعد صفدر نے بھی باہر چھلانگ لگا دی اور اسی طرح ایک منٹ کا وقفہ دے کر وہ سب باری باری چھلانگیں لگاتے چلے گئے۔

سب سے آخر میں جوانا کا نمبر تھا۔ یہ چھلانگ اس کی زندگی کی پہلی چھلانگ تھی۔ اس نے آج تک پیراشوٹ سے نیچے چھلانگ نہ لگائی تھی۔ اس لئے اس کا دل بڑے زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ موت کے گہرے اور اندھیرے غار میں ڈوبنے والا ہو۔

جس وقت عمران نے اس سے پوچھا تھا کہ اسے پیراٹروپنگ آتی ہے

تو اس نے نجانے کس خیال کے تحت اثبات میں سر ہلا دیا تھا اور اس لئے عمران نے اسے ٹیم میں شامل کر لیا تھا۔ ورنہ شاید وہ اسے پیچھے ہی چھوڑ آتا۔ اس کے بعد جوانا نے یہ کہنا اپنی توہین سمجھی کہ وہ عمران کو کہے کہ اسے پیراشوٹ سے چھلانگ لگانی نہیں آتی۔

ویسے اس نے طیارے میں بیٹھے بیٹھے ساتھ موجود جوزف سے بنیادی باتیں پوچھ لی تھیں۔ اس نے انداز ایسا اختیار کیا تھا کہ جوزف کو ذرا برابر بھی شک نہ پڑا کہ جوانا کو پیراٹروپنگ نہیں آتی۔ ورنہ ظاہر ہے جوزف اسی وقت عمران کو کہہ دیتا اور پھر عمران اسے یہیں سے واپس بھجوا دیتا۔

لیکن ایک بار طیارے میں سوار ہو جانے کے بعد اب وہ پیچھے نہ ہٹنا چاہتا تھا۔ اور یہ جوانا کی فطرت تھی کہ جس بات پہ وہ ایک قدم آگے بڑھا لے پھر اس سے پیچھے ہٹنا وہ اپنی مردانگی کی توہین سمجھتا تھا۔

البتہ جب اس نے باری باری سب لوگوں کو باہر اندھیرے میں چھلانگیں لگاتے دیکھا تو اسے صحیح معنوں میں احساس ہوا کہ پیراشوٹ سے اس طرح چھلانگ لگانا کتنا کٹھن کام ہے۔

جب جوزف نے بھی باہر چھلانگ لگا دی تو جوانا آگے بڑھا اور دروازے پر آ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اس کی باہر چھلانگ لگانے کی ہمت نہ ہو رہی تھی۔

"کود جاؤ ۔۔۔ جلدی"۔ پائلٹ نے چیخ کر کہا۔

اور جوانا نے ہمت کر کے باہر چھلانگ لگا دی۔ جیسے ہی اس کے قدموں نے طیارے کے فرش کو چھوڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری اور اندھیری غار میں گرتا چلا جا رہا ہو۔

اس کے گرنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ اس کا دماغ چکرانے لگا۔

سائیں کی تیز آواز سے ایک سیاہ ہیولا سا اس کے جسم کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ جوانا نے تیزی سے بیلٹ کے ساتھ بندھی ہوئی ڈوری کو کھینچنا چاہا مگر تیز ہوا کی وجہ سے ڈوری کا سرا اس کے ہاتھ نہ آ رہا تھا۔

وہ اور بھی گھبرا گیا۔ چونکہ اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں۔ اس لئے بھی اسے ہاتھ بیلٹ تک لے جانے میں شدید تکلیف ہو رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر چند لمحے مزید پیرا شوٹ نہ کھلا تو وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ اس نے تیزی سے دونوں ہاتھ مار کر رسی کے سرے کو پکڑنے کی کوشش کی جس کو کھینچنے سے پیرا شوٹ کھلتا تھا۔ لیکن ڈوری کا کہیں وجود ہی نہ تھا۔

چونکہ اس کا جسمانی وزن بھی بہت زیادہ تھا۔ اس لئے اس کے نیچے گرنے کی رفتار بھی بے حد تیز تھی۔ اب اس کا ذہن بھی اندھیروں میں ڈوب رہا تھا۔ اور پھر ڈوبتے ہوئے ذہن کے ساتھ اس نے آخری بار ڈوری تلاش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ڈوری اسے نہ مل سکی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اور وہ بے ہوش ہو کر کٹے ہوئے شہتیر کی طرح سر کے بل نیچے اندھیرے کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

اونچی اور غیر آباد جھاڑیوں کے درمیان ایک ہموار میدان کی ایک سائیڈ پر جنگل سے کٹی ہوئی لکڑیوں کا ایک جھونپڑا بنا ہوا تھا۔ اس جھونپڑے کے اوپر اتنے گھنے درخت جھکے ہوئے تھے کہ جھونپڑا جنگل کا ایک حصہ معلوم ہوتا تھا۔ جھونپڑے کے اندر لکڑیوں کی کرسیوں پر تین افراد بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے درمیان میں رکھی ہوئی ایک بڑی سی میز پر ایک نقشہ پھیلا رکھا تھا۔ ان کے قدموں کے نیچے زمین سے ہلکی ہلکی دھمک کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین کے نیچے کہیں بھاری مشینیں چل رہی ہوں۔

"کام کی کیا پوزیشن ہے مائیکل ——— چیف معائنے کے لئے آنے والا ہے"۔ ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کام بس ختم ہونے کے قریب ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو دن کا کام بقایا ہے۔ اس کے بعد یہ کیمپ کام کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہو جائے گا"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"سوچ لو ——— کام میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ چیف اس

معاملے میں انتہائی سخت ہے" ——— ادھیڑ عمر آدمی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تم میرے کام کی فکر نہ کرو۔ وہ ٹھیک ہے۔ البتہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم سیکورٹی سے لاپرواہی برت رہے ہو ——— کیوں بلیکی"۔ مائیکل نے ادھیڑ عمر آدمی کو جواب دیتے ہوئے اپنے تیسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ——— مجھے تو اس قسم کا کوئی احساس نہیں ہوا۔ نارمن کے آدمی پوری طرح مستعد ہیں"۔ قوی ہیکل بلیکی نے جواب دیا۔

"سنو مائیکل ——— خواہ مخواہ دوسروں پر الزام تراشی اچھی بات نہیں ہم سب صیہونی الوطن ہیں اور گریٹ اسرائیل ہم سب کا مشترکہ مشن ہے اور تم جانتے ہو کیمپ کس قدر اہمیت کا حامل ہے" ——— ادھیڑ عمر نارمن نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"ارے تم تو ناراض ہو گئے ہو ——— میں تو بس مذاق کر رہا تھا۔ ورنہ میں دیکھ نہیں رہا کہ تمہارے آدمی واقعی انتہائی مستعدی سے کام کر رہے ہیں"۔ مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور مائیکل کی چڑھی ہوئی تیوریاں اتر گئیں۔ اس کا چہرہ نارمل ہو گیا۔

"بلیکی ——— تمہاری کارکردگی کیسی ہے ویسے تو تم سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ کوئی غیر ملکی جاسوس یہاں بھٹک بھی کیسے سکتا ہے"۔ نارمن نے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں اور میری ٹیم تو فارغ بیٹھے بیٹھے اکتا گئے ہیں"۔ بلیکی نے مسکراتے ہوئے کہا

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا۔ انہیں اپنے سروں پر ہیلی کاپٹر

کی گونج سنائی دی۔ اور وہ دونوں اچھل کر کھڑے ہو گئے اور پھر جھونپڑے کے دروازے کی طرف لپکے

باہر آ کر وہ دروازے کے پاس ہی رک گئے۔ کیونکہ ایک ہیلی کاپٹر سامنے کے میدان میں اتر رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر کے پیڈز جیسے ہی زمین سے لگے۔ ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا لحیم شحیم آدمی اوورکوٹ اور سر پر ٹوپی پہنے نیچے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ان تینوں کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

یہ اسرائیل کی سیکرٹ سروس جی پی فائیو کا انچارج کرنل ڈیوڈ تھا۔ انتہائی سفاک اور ظالم آدمی ——— پورا اسرائیل اس سے کانپتا تھا۔ یہ مشن خصوصی طور پر کرنل ڈیوڈ کی نگرانی میں دیا گیا تھا۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ دوسرے تیسرے روز خفیہ طور پر اسرائیل سے یہاں کیمپ کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے آتا تھا۔

نارمن اور بلیکی دونوں جی پی فائیو کے آدمی تھے۔ نارمن کا تعلق جی پی فائیو کے تیسرے ڈویژن سے تھا۔

وہ اس ڈویژن کا انچارج تھا۔ اس ڈویژن کو کسی بھی زیر زمین اڈے کی حفاظت کی مخصوص تربیت دی گئی تھی۔ چونکہ یہ کیمپ تمام تر زیر زمین تیار کیا جا رہا تھا۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ نے نارمن اور اس کے آدمیوں کو یہاں سیکورٹی کے لئے تعینات کیا تھا۔ جبکہ بلیکی کا تعلق جی پی فائیو کے تیسرے ڈویژن سے تھا۔ جن کا کام غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹوں سے نپٹنا تھا

بلیکی بلیک ٹائیگرز کا انچارج تھا۔ انتہائی لڑاکا۔ بے مثال نشانے باز اور ذہین آدمی تھا۔ اسرائیل میں اس کے شعبے کی کارکردگی بے مثال

تھی۔ اس لیے کرنل ڈیوڈ نے بلیکی کو یہاں اس لئے تعینات کیا تھا کہ اگر کوئی غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹ اس کیمپ کی تلاش یا اسے تباہ کرنے کے لئے آئے تو وہ ان سے نمٹ سکے۔ بلیکی اپنے دس خاص ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا۔

اس کیمپ کو تعمیر ہوئے چار ماہ سے زائد عرصہ ہو گیا تھا۔ دراصل اسرائیل پاکیشیا میں ایٹمی ٹیکنالوجی پر ہونے والی ریسرچ سے بیحد خوفزدہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر پاکیشیا نے ایٹم کا دھماکہ کر دیا اور ایٹم بم تیار کر لیا تو پھر پورا مشرق وسطیٰ اس سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ اس طرح اسرائیل کے وجود کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

اس طرح انہوں نے پہلے ایک اسلامی ملک آراک کی ایٹمی تنصیبات اور لیبارٹری پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا۔ لیکن پاکیشیا پر وہ براہ راست حملہ نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ ایک تو اسرائیل سے پاکیشیا کا فضائی راستہ کافی طویل تھا۔ اور اس طویل راستے کو طے کر کے اسرائیل کے جنگی جہاز پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری اور تنصیبات پر حملہ نہ کر سکتے تھے۔ دوسرا راستے میں تمام اسلامی ممالک تھے اس سے بھی انہیں خطرہ تھا۔

لیکن اس کے باوجود اسرائیل یہ برداشت نہ کر سکتا تھا کہ پاکیشیا ایٹمی ٹیکنالوجی میں پیش رفت کرتا چلا جائے اور اس طرح اس کے وجود کے لیے خطرہ بن جائے۔

چنانچہ اس کے لئے انہوں نے پاکیشیا کے ہمسایہ اور دشمن ملک سے گٹھ جوڑ کر لیا۔ کافرستان یوں تو غیر جانبدار ملک تھا اور مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک سے تعلقات رکھنے کے لئے اس نے اسرائیل کو تسلیم نہ کرنے

کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ لیکن درپردہ اس کے اسرائیل سے بہت گہرے تعلقات تھے اور دونوں ممالک خفیہ طور پر ایک دوسرے کی امداد کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ کافرستان پاکیشیا کے خلاف اسرائیل کی مدد کرنے پر تیار ہو گیا۔ چونکہ وہ اپنا کوئی اڈہ کھلے عام اسرائیلی طیاروں کی ری فلنگ کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہ دے سکتا تھا کیونکہ اس طرح پوری دنیا اس کے خلاف ہو جاتی۔

چنانچہ اس نے ایک غیر آباد پہاڑی علاقے میں اسرائیل کو ایک خفیہ اڈہ بنانے کی اجازت دے دی۔ اسرائیل نے اسے یہ لالچ دیا تھا کہ اس خفیہ اڈے کو استعمال کرنے کے بعد وہ اسے کافرستان کے حوالے کر دے گا اور اس طرح کافرستان کو ایک بنا بنایا انتہائی جدید قسم کا خفیہ اڈہ مفت میں مل جائے گا اور ساتھ ہی اس کا ہمسایہ ملک جس کے ساتھ اس کی روز اوّل سے دشمنی تھی اس اڈے کی وجہ سے ایٹمی ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے رہ جائے گا۔

چنانچہ اجازت ملنے کے بعد اسرائیلی جنگی ماہرین نے اس علاقے کا سروے کیا اور پھر خفیہ طور پر اڈے کی تعمیر کے لئے بھاری مشینری اور ماہرین بھیجے گئے۔ اور اڈے کی تعمیر کا کام انتہائی تیز رفتاری سے شروع کر دیا گیا اور اب اڈہ بالکل تعمیر ہونے کے قریب تھا۔ وہ سب اس لئے خوش تھے کہ اب تک کسی کو بھی اس اڈے کی تعمیر کا علم نہ ہوا تھا۔ اس اڈے کو کیمپ کا کوڈ نام دیا گیا تھا۔ تاکہ اگر کوئی خفیہ رپورٹ یا ٹرانسمیٹر کال کیچ بھی ہو جائے تو اصل منصوبے کی کسی کو ہوا تک نہ لگے۔

مائیکل اس اڈے کی تعمیر کا انچارج تھا۔ وہ اسرائیل کا ماہر ترین جنگی انجینئر

تھا اور اس نے اسرائیل میں اس قسم کے کئی کامیاب اڈے تعمیر کئے تھے اس لئے اسے اس اڈے کی تعمیر کا انچارج بنایا گیا تھا۔

تمام اڈہ زیر زمین بنایا گیا تھا۔ اس میں طیاروں کے داخلے کے لئے براہ راست راستے کا انتظام کیا گیا تھا جو طیاروں کی آمد پر خود بخود کھل جاتا تھا اور طرح طیارے فضا سے ہی براہ راست اڈے میں داخل ہو سکتے تھے۔

اس اڈے میں ایک بہت بڑا رن وے بنایا گیا تھا اور ساتھ ہی فلنگ اسٹیشن بھی تھا۔ زمین دوز بڑے بڑے ٹینک تیار کئے گئے تھے۔ یہ ٹینک اتنے بڑے تھے کہ ان میں بارہ سے زائد طیاروں میں بیک وقت تیل بھرا جا سکتا تھا۔

اس اڈے میں تمام مشینری آٹومیٹک تھی۔ طیاروں کی اندر آمد اور رن وے پر اترنے سے لے کر فیولنگ اور دوبارہ واپسی تک تمام کام کمپیوٹر کنٹرول کرتے تھے۔ اس طرح کسی غلطی کا کوئی امکان نہ تھا۔

پہاڑوں کے اوپر جنگلوں میں نارمن کے آدمی خفیہ طور پر پہرہ دیتے تھے۔ وہ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ اسی طرح ایک گھنے درخت میں ایک ایسا آلہ بھی لگایا گیا تھا۔ جو دور دور تک گزرنے والے طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کو چیک کرتا تھا۔ تاکہ اگر کوئی دشمن جہاز اس اڈے کے قریب سے گزرے تو اسے کور کیا جا سکے

کرنل ڈیوڈ تیز تیز قدم اٹھاتا مائیکل اور اس کے ساتھیوں کی طرف آیا۔ ان تینوں نے کرنل ڈیوڈ کو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اور کرنل نے سیلوٹ کا جواب دے کر باری باری تینوں سے مصافحہ کیا اور پھر وہ ان کے ساتھ ہی جھونپڑے میں داخل ہو گیا۔ اور بڑی سی چوتھی کرسی پر بیٹھ گیا

مائیکل، نارمن اور بلیکی بھی دوسری کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اور پھر کرنل ڈیوڈ مائیکل سے نقشے کو لے کر اڈے کی تعمیر کے متعلق بات چیت کرنے لگا۔

اس کے بعد اس نے نارمن اور بلیکی سے بھی رپورٹیں لیں اور جب اس کا ہر پہلو سے اطمینان ہو گیا تو اس نے ایک طویل سانس لی۔

"باس ــــ ہم تو یہاں بیٹھے بیٹھے اکتا گئے ہیں۔ بیکاری کی وجہ سے"۔ بلیکی نے کرنل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے کہ میں غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹوں کو خود یہاں آنے کی دعوت دوں۔ تاکہ تم بیکار نہ بیٹھو"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کی چمک ابھر آئی تھی۔

"سوری باس" ــــ بلیکی نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسے اپنے سوال کے مضحکہ خیز ہونے کا احساس ہو گیا تھا۔

"دیکھو بلیکی ــــ کیمپ انتہائی اہم مشن ہے۔ اسرائیل کا وجود اور اس کی بقا اسی سے متعلق ہے۔ اس لئے تمہیں یہاں ہر لمحہ مستعد رہنا ہو گا۔ تم پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو نہیں جانتے۔ تمہارا گروپ اس وقت ملک سے باہر تھا۔ جب پاکیشیا کی سیکرٹ سروس نے اسرائیل میں تباہی مچا دی تھی۔ جی پی فائیو اور ریڈ آرمی اس کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئی تھی۔ ہم اس مشن کو مکمل کر کے نہ صرف پاکیشیا سے بلکہ اس ملک کی سیکرٹ سروس سے بھی انتقام لینا چاہتے ہیں۔ اور مجھے سب سے بڑا خطرہ اسی پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے ہے۔ اگر انہیں اس اڈے کے متعلق ذرا سی بھنک پڑ گئی تو پھر وہ ہم پر چڑھ دوڑیں گے۔ اس لئے تمہیں

لے۔ اس کے لئے گولڈن جوبلی نمبر پڑھیں "ناقابل تسخیر مجرم"

پوری طرح مستعد رہنا ہوگا۔" کرنل ڈیوڈ نے اس بار نرم لہجے میں بلیکی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سر ——! آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ ہم پوری طرح مستعد ہیں اور جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تعلق ہے۔ اس کا ٹکراؤ اب تک بلیک ٹائیگر سے نہیں ہوا۔ ورنہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ ہم کون ہیں۔" بلیکی نے بڑے فخریہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"خدا نہ کرے پڑے بھی نہ —————— اچھا مائیکل —— مجھے اڈہ چیک کراؤ پھر میں نے واپس بھی جانا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور اس کے اٹھتے ہی وہ تینوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

پھر کرنل ڈیوڈ مائیکل کے ہمراہ جھونپڑے سے نکل کر خفیہ اڈے کی طرف چلا گیا۔ اور پھر وہ دونوں واپس جھونپڑے میں آ گئے۔ اس جھونپڑے کو آپس میں رابطے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اور اسے کوڈ میں لنکنگ اسٹیشن کا نام دیا گیا تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد کرنل ڈیوڈ اڈے کے معائنے سے فارغ ہو کر واپس آیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات چھائے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ انہیں ہوشیار رہنے کا کہہ کر ہیلی کاپٹر میں بیٹھا اور ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ کرنل ڈیوڈ کے جانے کے بعد وہ تینوں بھی اپنے اپنے کاموں کی طرف نکل گئے۔ اور جھونپڑا خالی ہو گیا۔

جوانا کو جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو ایک تنگ سے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا پایا۔ کمرے کی چھت سے لٹکا ہوا بلب جل رہا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں کو پشت کی طرف کر کے ان میں لوہے کی ہتھکڑیاں ڈال دی گئی تھیں۔ اس کا لباس ابھی تک گیلا تھا۔ البتہ اس کے جسم پر ایک کمبل موجود تھا اور حیرت انگیز طور پر اسے کسی قسم کی سردی کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ البتہ اس کے پورے جسم میں درد کی لہریں سی چل رہی تھیں۔

آنکھیں کھلتے ہی اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ کیونکہ اس کے بازوؤں کو زنجیر کی مدد سے زمین میں نصب ایک کڑے کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔

جوانا حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسے جہاز سے چھلانگ لگانے کے بعد ڈوری کی تلاش کا واقعہ یاد تھا۔ مگر اس کے بعد کیا ہوا۔ اس کا اسے قطعاً کوئی احساس نہ تھا بیہوش ہونے سے قبل اس کے ذہن میں یہی احساس

ابھرا تھا کہ اس کا جسم سخت زمین سے ٹکرا کر ٹکڑوں کی شکل میں تبدیل ہو جائے گا۔ مگر وہ اس چھوٹے سے کمرے میں صحیح سلامت پڑا ہوا تھا۔ لباس کے گیلے ہونے کا اسے احساس ہو رہا تھا۔

چنانچہ اس نے آخر کار یہی اندازہ لگایا کہ بلندی سے گر کر وہ سخت زمین سے ٹکرانے کی بجائے کسی پانی کے حوض یا جھیل میں گرا ہے جس کی وجہ سے اس کا جسم ٹوٹ پھوٹ سے تو بچ گیا ہے مگر اس طرح وہ دشمنوں کی قید میں آ گیا ہے اور اب ظاہر ہے وہ دشمنوں کی قید میں ہے۔ لیکن اسے یہ قطعاً علم نہ تھا کہ دشمن کون ہیں۔ کیونکہ اس نے عمران سے مشن کے متعلق کچھ پوچھا ہی نہ تھا۔ اور نہ ہی عمران نے مشن کے متعلق اسے خود کچھ بتایا تھا۔

لیکن اس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ دشمنوں کی قید میں ہے۔ ابھی وہ اپنی یہاں سے رہائی کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا قوی ہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے اسی کی جسامت کے دو اور آدمی بھی تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اور وہ تینوں چہرے مہرے سے انتہا درجے کے لڑاکے نظر آ رہے تھے۔

"تو تمہیں ہوش آ گیا مسٹر بگرو" ——— سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے نے بڑے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ——— ابھی ابھی آیا ہے ——— کمبل ڈالنے کا بہت بہت شکریہ" جوانا نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہو۔

"تمہارا نام کیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میں تمہارا عہدہ کیا ہے" اسی آدمی نے بڑے خونخوار لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام جوانا ہے اور میرا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو ماسٹر کلرز کا رکن ہوں" جوانا نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر کلرز ——— اوہ ——— تو تم ماسٹر کلرز کے جوانا ہو۔ مگر تمہارا پاکیشیا کے چھاتہ بردار جہاز سے کودنے کا کیا مقصد" پوچھنے والے نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے وہ جہاز اغوا کیا تھا تاکہ ہم کافرستانی حکام کی نظروں میں آئے بغیر یہاں داخل ہو سکیں۔ بدقسمتی سے میرا پیراشوٹ نہ کھل سکا اور میں بے ہوش ہو گیا" ——— جوانا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— مگر تمہارا یہاں آنے کا مقصد" ——— اس آدمی نے پوچھا۔

"ماسٹر کلرز کا کیا مقصد ہو سکتا ہے ——— اگر تم ماسٹر کلرز سے واقف ہو تو پھر یقیناً مقصد سے بھی واقف ہو گے" جوانا نے جواب دیا۔

"پھر بھی تم مجرم ہو ——— اور سنو مجھے بیوقوف بنانا آسان نہیں ہے۔ میرا نام بلیکی ہے بلیکی ——— میں نے ماسٹر کلرز کے متعلق بہت کچھ سنا ہے ——— ماسٹر کلرز کبھی اکٹھے کسی مشن کی تکمیل کے لئے نہیں جاتے۔ وہ سب اپنے اپنے طریقے سے علیحدہ علیحدہ وار کرتے ہیں بہرحال تمہارے ساتھیوں کی تلاش کی جا رہی ہے۔ اس وقت تک تم یہیں پڑے رہو۔ میں چاہتا ہوں تمہارے ساتھی مل جائیں تو پھر اکٹھا ہی کام آگے بڑھایا جائے" بلیکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو مرضی آئے سوچو ——— جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی" جوانا کا لہجہ بے حد مطمئن تھا۔

لے: اس کے لئے انتہائی ایکشن سے پُر کتاب پڑھیئے "عمران کی موت"۔

"ٹھیک ہے ——— پتہ چل جائے گا۔" بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر واپس مڑ گیا۔ اس کے مسلح ساتھی بھی اس کے پیچھے مڑ کر دروازے سے باہر چلے گئے۔ اور پھر دروازہ بند ہو گیا۔

جوانا نے ان کے جانے کے بعد ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر اس نے اپنے جسم کو زور سے جھٹکا دے کر کمبل کو ایک طرف ہٹایا۔ اور خود اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن دونوں ہاتھ زنجیر سے بندھے ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح بیٹھ سکا۔ البتہ اس کی پشت آدھی سے زیادہ زمین سے اٹھ گئی۔

جوانا چند لمحے کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح زنجیر کو جھٹکا دے کر توڑ دے لیکن بازو پشت پر ہونے کی وجہ سے وہ پوری طاقت نہ لگا سکتا تھا۔

دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک اور ترکیب آ گئی۔ اس نے دونوں بندھے ہوئے پیر ایک جھٹکے سے اٹھائے اور پھر وہ قلابازی کھا گیا۔ اس کے دونوں پیر اس کے سر کے اوپر سے ہو کر دوسری طرف زمین پر ٹک گئے۔ اور اس کا جسم کمان کی طرح دوہرا ہو گیا مگر اس طرح اس کے بازو مڑ کر اس کے سامنے آ گئے۔

اور پھر جوانا نے پوری قوت سے اپنے جسم کو پیروں کی طرف جھکایا اور ایک ہی زوردار جھٹکے سے زنجیر فرش میں نصب کنڈے سے نکل گئی۔ اور جوانا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ مگر اب اس کے ہاتھ فرش کے کنڈے سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ البتہ کلائیوں پر ہتھکڑی موجود تھی اور اس کے ساتھ زنجیر بھی لٹک رہی تھی۔ لیکن اب یہ ہتھکڑی جوانا کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھی۔ کیونکہ دونوں بازو اب اس کے سامنے تھے۔

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بازوؤں کو حتی الوسع سینے کے قریب لاتے ہوئے

ایک گہرا سانس لیا اور پھر پوری قوت سے جھٹکا دے کر دونوں بازوؤں کو مخالف سمت میں پھیلاتا چلا گیا۔

وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا۔ اس کا چہرہ طاقت لگانے سے سرخ پڑ گیا۔ مگر دوسرے لمحے کڑک کی آواز سنائی دی اور ہتھکڑی کا درمیانی کلپ ٹوٹتا چلا گیا۔ اور جوانا نے سانس باہر نکالتے ہوئے ہاتھوں میں موجود ہتھکڑی کے کلپ نکال کر نیچے پھینک دیئے۔ اور اپنی کلائیوں کو باری باری تیزی سے مسلنے لگا جہاں ہتھکڑی کے کلپوں نے خراشیں ڈال دی تھیں۔

ہاتھ آزاد ہوتے ہی وہ زمین پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے دونوں پنڈلیوں کے درمیان دونوں ہاتھ رکھے۔ انہیں ہاتھوں کی گرفت میں لیا۔ اور زور زور سے مخالف سمت میں جھٹکے دینے لگا۔ ساتھ ہی وہ اپنی رانوں کو بھی مخالف سمتوں میں پھیلاتے چلا جا رہا تھا۔

اور پھر ایک لمحہ آیا کہ پیروں میں موجود ہتھکڑی کا کلپ بھی درمیان سے ٹوٹ گیا اور جوانا نے طویل سانس لیتے ہوئے اس کے کلپ پنڈلیوں سے نکال کر انہیں ایک طرف پھینک دیا اور پھر ہاتھوں سے اس جگہ کو زور زور سے مسلنے لگا۔

جوانا اپنی بے پناہ طاقت کی وجہ سے لوہے کی زنجیروں اور ہتھکڑیوں سے اپنے آپ کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ورنہ تو شاید کوئی اور انہیں اس طرح توڑنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

پنڈلیوں کو مسلنے کے بعد جوانا اٹھا اور پھر دروازے کی طرف بڑھنے لگا مگر کسی خیال کے تحت تیزی سے مڑا اور اس نے فرش پر پڑی ہوئی زنجیر اور اس کے ساتھ موجود ہتھکڑی کے کلپ اٹھا لئے۔ زنجیر اس نے اپنی بلی

کے ساتھ باندھ لی۔ وہ اسے بطور ہتھیار ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کا لباس خالی تھا۔ ہر چیز پہلے ہی نکال لی گئی تھی۔

وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اور اس نے جیسے ہی دروازے کو اپنی طرف کھینچا۔ دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اسے باہر سے بند نہ کیا گیا تھا۔

ظاہر ہے جب جوانا زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا تو پھر باہر سے دروازے بند کرنے کا بھی کوئی جواز نہ تھا۔

دروازہ کھول کر جوانا نے پہلے سر باہر نکالا اور ادھر ادھر دیکھا۔ ہر طرف اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ نزدیک کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

یہ کمرہ گھنے درختوں کے اندر ایک پہاڑی ڈھلان پر بنا ہوا تھا۔ کیونکہ جیسے ہی جوانا نے باہر قدم رکھا۔ قدم اس کے اندازے سے کہیں نیچے پڑا اور وہ منہ کے بل لڑکھڑاتا ہوا نیچے کی طرف گر پڑا۔ مگر ایک دو کروٹیں لیتے ہی اس کے ہاتھ ایک درخت کے تنے پر پڑے اور وہ ایک جھٹکا کھا کر رک گیا۔ اس کے بعد درخت کا تنا پکڑ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اب اس کی آنکھیں بھی اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو گئی تھی۔ اس لئے تمام منظر صاف نظر آ رہا تھا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے دو درختوں کے درمیان روشنیاں سی لہراتی ہوئی دکھائی دیں۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے دس بارہ افراد ہاتھوں میں مارچیں لئے اس کمرے کی طرف بڑھتے چلے آ رہے ہوں۔ چونکہ وہ ڈھلان سے اوپر کی طرف آ رہے تھے۔ اس لئے اگر جوانا نیچے جاتا تو یقیناً ان سے ٹکراؤ ہو جاتا۔ چنانچہ وہ بجائے نیچے جانے کے تیزی سے اوپر چڑھنے لگا اور پھر کمرے کے اوپر جا کر ایک مضبوط درخت پر چڑھا اور دوسرے لمحے

وہ کمرے کی چھت پر کود گیا۔ اس کے خیال کے مطابق اس سے زیادہ محفوظ جگہ کوئی اور نہ تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اسے غائب پاتے ہی یہ لوگ پورے پہاڑ پر اس کی تلاش کے لئے پھیل جائیں گے۔ مگر کمرے کی چھت دیکھنے کا انہیں خیال بھی نہ آئے گا۔

اس کا ارادہ یہی تھا کہ وہ ان میں سے کسی کو مار کر اس کا لباس پہن کر اور اس سے ہتھیار چھین کر نکلے گا تاکہ اسے اگر راستے میں چیک بھی کیا جائے تو وہ انہیں ڈاج دے سکے۔ وہ چھت سے چپکا ہوا پڑا تھا اور منڈیر پر سے اس کی نظریں ان روشنیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ جو تیزی سے نزدیک آتی جا رہی تھیں۔

جیسے جیسے وہ لوگ نزدیک آتے جا رہے تھے ان کے ہیولے بھی واضح ہوتے جا رہے تھے۔ اور پھر جوانا یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ان میں سے چار افراد نے اپنے کاندھوں پر ایک ایک آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔ اور جوانا کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ یہ چاروں عمران کے ساتھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ماسٹر عمران بھی ان میں شامل ہو۔

اس کے اعصاب تن گئے اور وہ شکار پر جھپٹنے کے لئے کالے چیتے کی طرح چوکنا ہو گیا۔

عمران نے پیراشوٹوں کی مدد سے نیچے چھلانگیں لگانے کے لئے ایسا سپاٹ منتخب کیا تھا جہاں گھنے درختوں کی بجائے بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔ کیونکہ اندھیرے میں گھنے درختوں والی جگہ اترنا خودکشی کے مترادف تھا۔ اور پھر اس کا اپنا اندازہ بھی یہی تھا کہ کیمپ یہاں کہیں قریب ہی ہوگا۔

چند روز قبل ایک دوست ملک کی سیکرٹ سروس نے جس کے نمائندے اسرائیل میں بھی خفیہ طور پر کام کرتے تھے۔ انہیں یہ اطلاع بھجوائی تھی کہ ان کو اتفاق سے ایسی اطلاعات ملی ہیں جن سے یہ پتہ چلا ہے کہ اسرائیل کافرستان کی شمال مشرقی پہاڑیوں کے اندر کہیں کوئی خفیہ ہوائی اڈہ تیار کر رہا ہے۔ اور جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ خفیہ دورے کر کے کافرستان آتا جاتا رہتا ہے۔

اس اطلاع کے ملتے ہی عمران نے اسرائیل میں اپنے ایک مخصوص ایجنٹ کو کوڈ میں اطلاع دی کہ وہ اس کی تفصیلات مہیا کرے

یہ ایجنٹ بظاہر نسلاً یہودی تھا اور مستقل اسرائیل میں رہتا تھا لیکن دراصل

وہ مسلمان تھا اور اسرائیلی یہودیوں کے خلاف کام کرتا تھا۔ پہلے وہ شوگران کے لئے کام کرتا تھا لیکن پھر اتفاق سے ایک بار اس کا ٹکراؤ عمران سے ہو گیا۔ اور عمران نے اسے پاکیشیا کے لئے بھی کام کرنے پر آمادہ کر لیا۔

یہ شخص جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں ایک اہم عہدے پر فائز تھا۔ اس لئے عمران کے خیال کے مطابق وہ پاکیشیا کے لئے زیادہ مفید تھا۔

اسرائیل میں ایکریمین اخبارات آتے رہتے تھے اس لئے عمران نے ایکریمین اخبار میں ایک مخصوص جگہ پر کوڈ ورڈز میں ایک اشتہار چھپوایا۔ بظاہر یہ ایک سیاسی جلسے کے ملتوی ہونے کا اشتہار تھا۔ لیکن دراصل یہ اس ایجنٹ کے لئے پیغام تھا۔ کیونکہ اس اخبار کے اس مخصوص حصے پر اشتہار ہی کوڈ طے ہوا تھا۔

اس طرح عمران نے اس اشتہار کے ذریعے اس اطلاع کی تفصیلات مہیا کرنے کا کام سونپا۔ اور پھر دو روز قبل اسی جگہ ایک جوابی اشتہار شائع ہوا۔ یہ اشتہار اسرائیل اور ایکریمیا دونوں ممالک میں امپورٹ ایکسپورٹ بزنس کرنے والی ایک فرم کا اشتہار تھا۔ جو اس کی مصنوعات سے متعلق تھا لیکن مخصوص کوڈ کی وجہ سے عمران اس اشتہار کے ذریعے اس ایجنٹ کا جواب سمجھ گیا۔

اس ایجنٹ نے یہ اطلاع فراہم کی تھی۔ اسرائیل پاکیشیا کی ایٹمی توانائی کی پیش رفت سے پریشان ہے۔ اور اس نے اس لیبارٹری اور تنصیبات کو تباہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن اس کے لئے کسی ری فلنگ اسٹیشن کی ضرورت ہے جو اسے سوائے کافرستان کے اور کہیں مہیا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کافرستانی حکومت سے خفیہ معاہدہ طے ہوا ہے اور اسرائیل اپنی

مرصنی کا ایک جدید ترین خفیہ اڈہ کافرستان کی شمال مشرقی پہاڑیوں میں تیار کر رہا ہے بلکہ یہ اڈہ اب مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اس اڈے کے متعلق صرف یہی پتہ چل سکا ہے کہ یہ مکمل طور پر زمین دوز بنایا جا رہا ہے۔ اور جی پی فائیو کی نگرانی میں اسرائیلی انجنیئر اسے بنا رہے ہیں۔ اس اڈے کو کیمپ کا کوڈ نام دیا گیا ہے۔

اس اطلاع کے ملتے ہی عمران نے فوری طور پر اس اڈے کو تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا چونکہ مشن کافی اہم تھا۔ اس لیے عمران نے اس بار اپنے ساتھ پوری ٹیم لے جانے کا فیصلہ کیا تاکہ اگر کچھ لوگ ناکام ہو جائیں تو دوسرے کام کر سکیں۔ اس کے لئے اس نے دو گروپ بنائے تھے جو علیحدہ علیحدہ کام کریں گے۔ ضرورت اور جدید ترین اسلحہ ساتھ لے لیا گیا تھا۔

عمران نے اپنے گروپ میں کیپٹن شکیل، خاور اور نعمانی کے ساتھ جوانا کو رکھا تھا جبکہ دوسرا گروپ جولیا، صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی پر مشتمل تھا۔ جوزف کو جولیا کے گروپ کے ساتھ رکھا گیا تھا۔ اس گروپ کی انچارج جولیا تھی۔

ایک سپاٹ پر اترنے کے بعد ان سب نے اپنے اپنے گروپ کی صورت میں بکھر کر اس اڈے کو تلاش کرنا تھا اور پھر اسے تباہ کرنا تھا۔ آپس میں رابطے کے لئے مخصوص بی ون ٹرانسمیٹر جوزف اور جوانا کے سوا سب کے پاس موجود تھا۔

پیراشوٹوں کی مدد سے نیچے اترنے کے بعد آہستہ آہستہ وہ بی ون ٹرانسمیٹر کے کاشنز کی مدد سے ایک جگہ اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ لیکن کافی دیر انتظار کرنے کے باوجود جوانا ان کے پاس نہ پہنچا تو انہوں نے سمجھا جوانا

نے چھلانگ لگانے میں دیر کر دی ہو گی۔ اس لئے وہ طیارے کی رفتار کی وجہ سے ان سے کافی دور آگے جا کر اترا ہو گا۔ چونکہ وہاں زیادہ دیر رکنا ان کے لئے خطرناک ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ جوانا کا انتظار کرنے کے بعد گروپوں کی صورت میں بکھر کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

انہوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ رات گزارنے کے لئے کوئی پناہ گاہ تلاش کریں گے اور پھر صبح کو وہ ارد گرد کے علاقے کا جائزہ لیں گے۔ اور جیسے ہی اس اڈہ علیحدہ کے متعلق کوئی اطلاع ملی۔ وہ دوسروں کو اپنی معلومات سے آگاہ کرے گا۔ چنانچہ جولیا اور عمران علیحدہ علیحدہ گروپوں کی صورت میں مختلف سمتوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے جلد ہی ایک جگہ ایک بڑی سی غار کا سراغ لگا لیا۔ جو باہر سے پوری طرح جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اور پھر ٹارچ کی مدھم روشنی کی مدد سے اس نے نہ صرف غار کا اندرونی جائزہ مکمل کر لیا بلکہ اس نے ساتھیوں سے مل کر غار کی صفائی بھی کر دی اور وہ سب اپنی کمروں پر موجود سامان اتار کر وہاں بیٹھ گئے۔

"تم سب یہاں آرام کرو۔ میں جوانا کو تلاش کرتا ہوں۔ وہ کہیں بھٹکتا پھر رہا ہو گا۔" عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر آپ اسے بھی ٹرانسمیٹر دے دیتے تو اس طرح پریشانی نہ ہوتی۔ اب اگر وہ بھٹکتا ہوا ان کے ہتھے چڑھ گیا تو سب کے لئے خطرہ بن جائے گا۔" چوہان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے اسے دانستہ ٹرانسمیٹر نہیں دیا۔ کیونکہ اگر وہ دشمنوں کے ہتھے چڑھ گیا تو وہ اصل ٹرانسمیٹر کو ضائع نہیں کر سکے گا اور اس طرح وہ ٹرانسمیٹر

ہمارے لیئے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

غار سے باہر آکر وہ نزدیکی پہاڑ کی چوٹی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا اور اس کے ساتھی بھی اس پہاڑ کی طرف گئے تھے۔ جب وہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو اس نے ہر طرف گھنا جنگل پھیلا ہوا دیکھا۔ گہرا سیاہ جنگل اندھیرے میں کچھ اور زیادہ سیاہ محسوس ہو رہا تھا۔ ابھی وہ وہاں کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں ایک جگہ پر جم گئیں۔

اندھیرے میں اچانک ایک جگنو سا چمکا تھا اور پھر یہ روشنی معدوم ہو گئی تھی۔ عمران غور سے اس جگہ کو دیکھتا رہا۔ اور ایک لمحے بعد روشنی پھر چمکی اور اس بار خاصی دیر تک جلتی رہی۔ اس کے بعد روشنی نے حرکت کرنی شروع کر دی اور عمران اب روشنی کی نوعیت کو سمجھ چکا تھا۔

یہ ٹارچ کی روشنی تھی اور باقاعدہ اس طرح لہرا رہی تھی جیسے کوئی آدمی ٹارچ پکڑے آگے بڑھا چلا جا رہا ہو۔ درختوں کے تنوں کی وجہ سے وہ کبھی غائب ہو جاتی، پھر چمکنے لگتی۔

عمران غور سے اس جگہ کو دیکھتا رہا۔ روشنی تھوڑی دیر بعد گھنے جنگل میں مدہم ہوتی ہوئی غائب ہو گئی۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ ٹارچ بردار گھنے جنگل کے اندر غائب ہو گیا ہے۔

عمران نے ذہن میں وہ جگہ رکھی اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ وہ اندھیرے میں ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جب وہ اپنے اندازے کے مطابق اس جگہ پہنچا جہاں اس نے پہلی بار روشنی دیکھی تھی، تو وہ وہاں درختوں

کے جھنڈ کے اندر بنی ہوئی ایک جھونپڑی کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔

وہ آہستہ آہستہ اس جھونپڑی کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ بے حد محتاط اور چوکنا تھا۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔

عمران بڑے محتاط قدموں سے چلتا ہوا جھونپڑی کی طرف بڑھا اور پھر چند لمحے جھونپڑی کے دروازے پر رکنے کے بعد اس نے دروازے کو دھکیلا تو لکڑی کے تنوں سے بنا ہوا دروازہ چرچرا کر باہر کو کھل گیا۔

عمران چند لمحے دروازے کے پیچھے چھپا رہا۔ لیکن اندر سے جب کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ اندر چلا گیا۔

اندر اندھیرا تھا اور کچھ واضح طور پر نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران نے اندرونی جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اس کے اوپر ہاتھ کا دائرہ بنا کر اس نے ٹارچ جلا دی۔ جھونپڑی کے ایک کونے میں گھاس پھوس کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ جبکہ دوسرے کونے میں پانی کا ایک گھڑا پڑا ہوا تھا۔ ایک مٹی کا پیالہ بھی نظر آ رہا تھا۔

جھونپڑی اپنی ہیئت کے لحاظ سے کسی حد تک عبادت گاہ نظر آ رہی تھی لیکن عمران جانتا تھا کہ تارک الدنیا ۔۔ لوگ اپنے پاس ٹارچیں نہیں رکھتے۔ اس لیئے وہ تیزی سے گھاس پھونس کے ڈھیر کی طرف بڑھا۔ اس نے ڈھیر کو ہٹانا شروع کر دیا۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اس نے گھاس کے نیچے ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر پڑا ہوا دیکھ لیا۔ ٹرانسمیٹر کے علاوہ وہاں اور کوئی چیز نہ تھی۔ اس لئے اس نے جلدی سے گھاس پھونس برابر کیا اور پھر تیزی سے جھونپڑی کے دروازے سے نکل کر باہر کی طرف لپکا۔

مگر جیسے ہی وہ جھونپڑے سے باہر نکلا۔ اچانک کوئی بھاری بھرکم چیز اس کے اوپر آگری اور عمران اس کی زد میں آکر نیچے گر پڑا۔

نیچے گرتے ہی اس نے اپنے جسم کو تیزی سے جھٹکا دے کر اپنے آپ کو اس حملہ آور کی گرفت سے بچانا چاہا۔ مگر اسی لمحے ایک اور چیز کے گرنے کی دھمک سنائی دی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اپنے اوپر موجود انسانی جسم کو جھٹکتا۔ اس کے سر پر کوئی سخت چیز پوری قوت سے پڑی۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کے اندر موجود پردے کسی ڈھول کی طرح بج اٹھے ہوں۔

ابھی وہ اس اچانک ضرب سے سنبھلنے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایک بار پھر اس کی کھوپڑی ڈھول کی طرح بج اٹھی۔ اور اس کے بعد اس کے ذہن پر اندھیرا چھاتا چلا گیا

بلیکی اور نارمن دونوں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔ وہ اسی جھونپڑی میں موجود تھے۔ جسے فلنگ اسٹیشن کا نام دیا گیا تھا درمیان میں موجود اس میز پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا جو بند تھا۔

"اس نیگرو کے ہاتھ آنے کے بعد اب مجھے امید ہو چلی ہے کہ اس کے باقی بھی ساتھی ہاتھ آجائیں گے۔" نارمن نے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا

"ہاں ـــــ اگر یہ نیگرو اڈے کے لئے بنائی جانے والی مصنوعی جھیل ل نہ کرتا۔ تو شاید ہمیں ان کی آمد کا پتہ بھی نہ چلتا۔ چھاتہ بردار جہاز کی تو بہت مد میں ہمارے ریڈار اسٹیشن نے اطلاع دی۔ وہ بھی اس وقت چیک کر سکے جب وہ واپسی کے سفر میں اپنی سرحد میں داخل ہو چکا تھا۔

"تم نے اس نیگرو سے بات کی تھی ـــــ وہ کیا کہتا ہے؟" نارمن نے پوچھا۔

"میں وہیں سے آ رہا ہوں۔ وہ اپنے آپ کو رسوائے زمانہ قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز کا کارکن بتا رہا ہے۔ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ ماسٹر کلرز میں ایک نیگر جوانا نام کا ہے۔ لیکن ماسٹر کلرز کا طریقہ کار اور ہے۔ وہ اس طرح چیر اٹھوا سے نہیں اترتے اور اگر ایسا ہوتا بھی تو ان کا کام کسی اہم شخصیت کو قتل کرنا ہوتا ہے۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ نہیں کرتے۔ اس لئے پہاڑوں میں اترنے کا کوئی تک ہی نہیں بنتا۔ وہ جھوٹ بول رہا ہے"۔

بلیکی نے جواب دیا۔

"اس سے معلومات اگلوائی جا سکتی تھیں"۔ نارمن نے کہا۔

"وہ ایسا آدمی نظر آتا ہے کہ جس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں توڑنی پڑتیں۔ اس لئے میں نے اس پر تشدد نہیں کیا میں چاہتا تھا کہ اس کا کوئی کمزور ساتھی ہاتھ آ جائے تو پھر سب کچھ آسانی سے اگلوایا جا سکتا ہے۔ ورنہ بحالت مجبوری اس کو نشانہ بنانا پڑے گا۔" بلیکی نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ نارمن اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، اچانک ٹرانسمیٹر کا بلب جل اٹھا اور ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

بلیکی نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کر دیا۔

"ہیلو ——— لانگ مارشح اسٹیشن تھرٹی ون سپیکنگ ——— اوور"۔

دوسری طرف سے ایک منمناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— بلیکی سپیکنگ اوور" ——— بلیکی نے چونکتے ہوئے کہا

"باس ——— لانگ مارشح تھرٹی ٹو سے جی پی اور ٹونٹی سکس مارشح ڈیوٹی کے لئے باہر گیا اور چیزنگ نبران اسٹیشن کے آس پاس موجود

تھے کہ ایک نوجوان تیسری پہاڑی کی طرف سے اس اسٹیشن کی طرف بڑھتا ہوا آیا۔ وہ اکیلا تھا اور ہمارے کسی گروپ کا نہ تھا۔ وہ اسٹیشن میں داخل ہوا چیزنگ نبران اس لئے رکے رہے کہ شاید اس کے اور ساتھی ارد گرد موجود ہوں۔ مگر جب انہیں یقین ہو گیا کہ وہ اکیلا ہے تو اسے پکڑ لیا گیا اور سر پہ ڈنڈا مار کر بے ہوش کر دیا گیا ہے۔ وہ شکل صورت سے پاکیشیائی لگتا ہے ——— اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— ویری گڈ ——— اسے چیکنگ اسٹیشن نمبر الیون میں پہنچا دو۔ جہاں وہ نیگرو موجود ہے۔ اسے بھی اسی طرح باندھ دیا جائے اوور"۔ بلیکی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——— اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور بلیکی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"لو بھئی ——— اب یہ لوگ ہاتھ لگنے شروع ہو گئے ہیں۔ بلیکی کے لہجے میں مسرت کا عنصر نمایاں تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ مارٹن کوئی جواب دیتا۔ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر آن ہو گیا۔ بلیکی نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ——— پٹرولنگ پارٹی الیون سپیکنگ ——— اوور"۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— بلیکی سپیکنگ اوور"۔ بلیکی نے چونک کر کہا۔

"باس ——— ہم نے پہاڑی نمبر تھری کی ایک غار میں تین افراد کو سویا ہوا چیک کیا۔ چیکنگ آلے نے ان کی نشاندہی کر دی تھی۔ ہم نے گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ ان کے پاس کافی سامان بھی موجود ہے۔

ایک قبیلا زا مدہے ——— یوں لگتا ہے جیسے ان کا کوئی ساتھی قبیلا چھو ڑ کر کہیں اور گیا ہوا ہے ——— اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا

" پہاڑی نمبر تین ——— ٹھیک ہے ——— دو ساتھی پہلے ہی پکڑ ا جا چکا ہے۔ تم ان تینوں کو لے کر اسٹیشن تھرٹی ون پر پہنچو۔ وہاں سے چوتھے کو ساتھ لے کر ان سب کو چیکنگ اسٹیشن الیون پر پہنچا دو۔ اوور" بلیکی نے جواب دیا۔

" او کے سر ——— اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا

" اوور اینڈ آل"۔ بلیکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رابطہ ختم کر دیا۔

" یہ تو کام تیزی سے ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پانچ افراد تو قبضے میں آ بھی گئے" بلیکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" میرا خیال ہے ان لوگوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے باس انہی کے متعلق بات کر رہا تھا"۔ نارمن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اگر ایسا ہے نارمن پھر تو زیادہ مزہ آئے گا۔ باس کو بھی معلوم ہو گا کہ بلیک ٹائیگرز کن صلاحیتوں کے مالک ہیں"۔ بلیکی نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

" تم ان سب کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرواتے جا رہے ہو۔ اس کا مقصد" نارمن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

" میں چاہتا ہوں کہ ان سب کو اکٹھا کر کے گولیوں سے چھلنی کروا دوں، فی الحال ہمیں معلوم نہیں کہ اس جہاز سے کتنے افراد اترے ہیں۔ اب اگر ہم دو چار لوگوں سے الجھ گئے تو ہو سکتا ہے ہماری توجہ ہٹ جائے اور باقی

ذرا ادھر ادھر نکل جائیں۔ اور بعد میں ہمارے لئے مصیبت بن جائیں۔ میں چاہتا ہوں صبح تک سب پکڑے جائیں اس کے بعد ان کا کھیل یہ پندرہ منٹ میں ختم ہو سکتا ہے۔" بلیکی نے جواب دیا اور نارمن نے سر ہلا دیا۔

دوسرے لمحے وہ دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔ کیونکہ ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر جل اٹھا تھا۔ لیکن اس بار فریکوئنسی بدلی ہوئی تھی اور اس فریکوئنسی کو دیکھتے ہی نارمن چونکا کیونکہ یہ فریکوئنسی اس کی سائیڈ کی تھی۔ ان دونوں نے چیکنگ کے لئے علاقے بانٹے ہوئے تھے۔

شمالی پہاڑیاں بلیکی کور کرتا تھا جبکہ جنوبی پہاڑیاں نارمن کا علاقہ تھیں۔ یہ فریکوئنسی نارمن کے آدمیوں کی مخصوص تھی۔ چنانچہ ڈائل پر یہ فریکوئنسی دیکھتے ہی نارمن نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ——— ساؤتھ چیکنگ سٹیشن ——— اوور"۔ ٹرانسمیٹر سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

" یس ——— نارمن سپیکنگ ——— اوور" ——— نارمن نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیا۔

" باس ——— ساؤتھ لنکنگ ایریا میں چھ افراد کو ٹریس کیا گیا ہے ان میں ایک عورت اور ایک قوی ہیکل نیگرو ہے۔ عورت کی قومیت یورپین ہے جبکہ نیگرو کے علاوہ چار افراد پاکیشیائی لگتے ہیں۔ یہ پوائنٹ تھری کے ارد گرد اچانک ظاہر ہوئے تو ٹریسنگ اسٹیشن نے انہیں چیک کر لیا۔ چنانچہ گھیرا ڈال کر ان پر گیس فائرنگ کی گئی اور اس طرح انہیں قابو کر لیا گیا۔ اب کیا حکم ہے" ——— اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

جوانا چھت سے چپکا ہوا آنے والوں کو قریب آتے دیکھتا رہا۔ اور پھر وہ قریب آ کر ایک لمحے کے لئے رکے۔ دوسرے لمحے وہ سب دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے اور اسی لمحے جوانا نے چھت سے نیچے چھلانگ لگا دی۔

مگر اس کی بدقسمتی کہ چھلانگ لگاتے وقت اس کا پیر ایک گڑھے میں پڑا اور وہ قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے گرتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارے کہ کسی درخت کے تنے کو پکڑ سکے۔ لیکن کوئی چیز اس کے ہاتھ میں نہ آئی۔ اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا تیزی سے پہاڑی ڈھلوان سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اور ایک پہاڑی کنارے کی وجہ سے سر کے بل ایک دھماکے سے نشیبی جگہ پہ گرا۔

اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اس کے بعد اس کا ذہن اس کے جسم کا ساتھ چھوڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

بے ہوش ہونے سے پہلے اسے اوپر شور و غوغا کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دی تھیں لیکن پھر اس کے ذہن پر تاریکی کا پردہ پھیلتا چلا گیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک بار پھر بندھے ہوئے پایا۔ اس بار موٹی موٹی زنجیروں سے اس کا پورا جسم باندھ دیا گیا تھا۔ البتہ اس بار وہ پہلے کی طرح فرش پہ پڑا ہونے کی بجائے لوہے کی مضبوط کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔ کرسی کے چاروں پائے فرش میں دھنسے ہوئے تھے۔ صرف اس کا سر زنجیروں سے آزاد تھا۔ اس نے تیزی سے گردن گھمائی تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس بڑے سے کمرے میں عمران اور اس کے سارے ساتھی اسی طرح زنجیروں سے جکڑے ہوئے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اس کے ساتھ والی کرسی پہ عمران تھا جبکہ اس کے بعد جولیا۔ اسی طرح صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، چوہان، نعمانی، صدیقی، خاور اور جوزف سب ایک قطار کی صورت میں بندھے ہوئے تھے اور سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں ظاہر ہے وہ سب ابھی بے ہوش تھے۔

ہال نما کمرے کا دروازہ بند تھا اور کمرے کی چھت پر جگہ جگہ بلب جل رہے تھے۔ کمرہ ان کرسیوں کے علاوہ ہر قسم کے سازو سامان سے خالی تھا۔ جوانا نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے ان زنجیروں سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوشش کی۔ لیکن اس بار اسے اس انداز میں باندھا گیا تھا۔ کہ اس کے بازو معمولی سی حرکت کرنے سے بھی قاصر تھے۔ اس کے بازوؤں میں لوہے کے کلپ ڈال کر انہیں پہلے کرسی کے بازوؤں سے باندھا گیا تھا۔ اس کے بعد پورے جسم کو زنجیروں کی مدد سے کرسی سے جکڑ دیا گیا تھا۔

جوانا نے اپنے بازوؤں کو اوپر کی طرف جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ پورا

پورا زور لگانے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا لیکن کلپ اتنے مضبوط تھے کہ باوجود کوشش کے وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ کھسکے۔

اسی لمحے عمران کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی اور جوانا چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"ارے ——— یہ کیا ——— یہ تو کسی جنگلی فلم کا سین لگتا ہے"

عمران کی آواز سنائی دی۔ اور جوانا کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔ وہ عمران کی اس زندہ دلی کو بے حد پسند کرتا تھا۔ کسی قسم کے بھی حالات ہوں عمران ذرہ برابر بھی پریشان نہ ہوتا تھا۔

"یس ماسٹر ——— یہ جنگلی فلم ہے" جوانا نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے تم ——— تم کہاں رہ گئے تھے۔ تمہیں ڈھونڈنے نکلا تھا کہ یہاں آن پہنچا" عمران نے مڑ کر جوانا کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر ——— میرا پیراشوٹ نہ کھلا تھا۔ چنانچہ میں گرتے ہوئے بے ہوش ہو گیا۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں کمرے کے فرش پر پڑا تھا۔ میرے بازوؤں کو پشت پر باندھ کر زنجیر کی مدد سے فرش پر لگے ہوئے کنڈے میں ڈالا گیا تھا۔ پھر تین چار مقامی قسم کے آدمی وہاں آ گئے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھ گچھ کی مگر میں نے انہیں بتایا کہ میں ماسٹر کلرز کا جوانا ہوں۔ مگر انہوں نے تسلیم نہ کیا۔ انہیں پاکیشیا کے جاسوس کے پیراشوٹ جہاز کا بھی علم تھا۔

بہرحال وہ بات کئے بغیر باہر نکل گئے۔ اس کے بعد میں نے وہ زنجیریں توڑ دیں اور اس کمرے سے باہر آ گیا۔ یہ کمرہ ایک پہاڑی ڈھلوان پر بنا ہوا تھا اسی لمحے میں نے چھ سات افراد کو دور سے ٹارچیں جلائے اپنی طرف آتے

ہوئے دیکھا۔ میں چھت پر چڑھ گیا تاکہ ان میں سے کسی کو مار کر اس کا لباس پہن لوں۔ پھر جب وہ قریب آئے تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کے کاندھے پر آپ، دوسرے کے کاندھے پر شکیل صاحب، تیسرے کے کاندھے پر خاور اور چوتھے نے نعمانی صاحب کو اٹھایا ہوا تھا۔

آپ سب بے ہوش تھے۔ جب یہ سب کمرے میں داخل ہوئے تو میں چھت سے کودا تاکہ آپ کو چھڑا سکوں مگر میرا پیر رپٹ گیا اور پھر میں قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے کسی نشیب میں جا گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پھر ہوش آیا تو یہاں آنکھ کھلی۔"

جوانا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے ہمارا جہاز چیک ہو گیا۔ اور یہ لوگ تمام پہاڑیوں میں پھیل گئے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور پانچ مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ ان پانچوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیزی سے ان کے سامنے مختلف سائیڈوں میں بکھرتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد ہی دو اور افراد اندر داخل ہوئے جن میں سے ایک ادھیڑ عمر تھا جبکہ دوسرا اچھا خاصا تنومند اور صحت مند جسم کا نوجوان تھا۔ وہ دونوں قدم بڑھاتے ان کے قریب آ کر رک گئے۔

"بس دو ہی ہوش میں آئے ہیں" اس ادھیڑ عمر آدمی نے سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ دونوں تو چوٹوں کی وجہ سے بے ہوش تھے۔ اس لئے ہوش میں آ گئے باقی تو گیس فائرنگ کی وجہ سے بے ہوش ہیں وہ تو انجکشن کے بغیر ہوش میں نہیں

آ سکتے۔" دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"پھر کیا خیال ہے ان دونوں پر ہی کام کیا جائے یا ان سب کو ہوش میں لایا جائے۔" ادھیڑ عمر آدمی نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"یہ نوجوان کام کے لئے درست رہے گا۔" نوجوان نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— پھر دیکھو نارمن کا فن۔" ادھیڑ عمر نے مسکرا کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا نوجوان" ——— نارمن نے عمران کے سامنے آ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"زنجیروں کا قیدی۔" عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو تم بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔" نارمن نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک تیز دھار خنجر نکالا، اور اس کی دھار پر چند لمحے انگلی پھیرتا رہا۔ جیسے عمران پر خنجر کی تیز دھار کی دہشت بٹھانا چاہتا ہو۔

"دیکھو نوجوان ———! مجھے تمہاری جوانی پر رحم آ رہا ہے۔ اس لئے جو پوچھوں سچ سچ جواب دیتے جاؤ۔ جہاں میں نے محسوس کیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہاری ایک آنکھ باہر ہو گی۔ اور دوسرے جھوٹ پر دوسری آنکھ۔" نارمن نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"تیسرے جھوٹ پر تیسری اور چوتھے جھوٹ پر چوتھی۔ واہ واہ۔ تمہیں تو

گنتی بھی آتی ہے ——— یار کون سے سکول میں پڑھتے رہے ہو۔" عمران نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں جواب دیا۔

اور نارمن کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔ اس نے انتہائی تیزی سے خنجر بلند کیا۔ جیسے ایک ہی وار میں خنجر عمران کے سینے میں گھونپ دے گا۔ جوانا نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ کیونکہ ظاہر ہے عمران بندھا ہوا تھا۔ اور خنجر کے مقابلے میں اپنا دفاع نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے نتیجہ ظاہر تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ خنجر عمران کے جسم تک پہنچتا۔ نارمن کے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان نے جھپٹ کر نارمن کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کیا کر رہے ہو نارمن ——— اس طرح تو یہ مر جائے گا۔" نوجوان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے چھوڑ دو ——— اس نے میرا مذاق اڑانے کی جرأت کی ہے اور میں اپنا مذاق اڑانے والوں کو دوسرا سانس نہیں لینے دیا کرتا۔" نارمن نے اپنا ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد کرتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی گنتی ——— دوسرا سانس، تیسرا سانس، چوتھا سانس۔" عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ جان بوجھ کر ایسی باتیں کر رہا ہے تاکہ تم اسے قتل کر ڈالو۔" اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا اور نارمن بھی ٹھٹھک کر رک گیا۔ شاید اس کے ذہن نے بھی یہ بات قبول کر لی تھی۔

"تم پیچھے ہٹو ——— میں خود اس سے بات کرتا ہوں۔" نوجوان نے اسے ایک طرف دھکیلتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ آیا۔

"سنو نوجوان ——— میرا نام بلیکی ہے۔ لوگ میرے نام سے کانپتے ہیں۔"

بلیکی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرا ایک کتا ہے۔ اس کا نام بھی بلیکی ہے اور اس کے نام سے تو نہیں البتہ کام سے لوگ کانپتے ہیں۔ ایک لمحے میں نرخرہ ادھیڑ دیتا ہے" عمران نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"تمہارا یہ طریقہ کار مجھ پر کارگر نہیں ہو سکتا۔" بلیکی نے کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ گھوم گیا۔ اور عمران کے گال پر اس کا بھرپور تھپڑ پڑا۔

تھپڑ میں اتنی قوت تھی کہ عمران کے گال پر بلیکی کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو کر رہ گئے۔

"یہ پہلا سبق ہے ــــ سمجھے ــــ میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دوں گا۔" بلیکی نے چیختے ہوئے کہا۔

"یار تم آرام سے نہیں بول سکتے۔ خواہ مخواہ اپنی طاقت ضائع کر رہے ہو۔ اور سنو ــــ یہ تھپڑ ادھار رہا۔" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں سرخی جھلک آئی تھی۔

"اپنا نام بتاؤ ــــ اور یہ بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے۔" بلیکی نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میرا نام ڈم ڈم جادوگر ہے اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔" عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف ــــ تو تم سیکرٹ سروس کے چیف ہو" ــــ بلیکی چیف کا نام سنتے ہی ٹھٹھک گیا۔

"اگر یقین نہ آئے تو میری قمیض کی جیب دیکھ لو اس پر تمہیں میرا اشتہار نظر آ جائے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اشتہار ــــ کیسا اشتہار" ــــ بلیکی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے ہاں آجکل یہ رواج ہے کہ قمیض کی جیب کے اوپر ٹیلر اپنے نام کی پٹی لگا دیتا ہے۔ اس لئے تمہیں چیف ٹیلر صاف لکھا ہوا نظر آ جائے گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ تو تم پھر میرا مذاق اڑانے پر تل گئے ہو"۔ بلیکی نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ایک بار پھر تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ مگر اسی لمحے ایک آدمی دوڑتا ہوا دروازے میں داخل ہوا۔

"سر چیف باس کی ایمرجنسی کال ہے۔" اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔

"کس کی ــــ چیف باس کی" ــــ بلیکی اور نارمن دونوں نے مڑتے ہوئے کہا۔

"تو تم بھی چیف ٹیلر سے قمیض سلوانے لگے ہو۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس ــــ چیف باس نے حکم دیا ہے کہ ان کے آنے تک قیدیوں کی سختی سے نگرانی کی جائے۔ وہ خود آ کر پوچھ گچھ کریں گے۔ اس آدمی نے بلیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔

"مگر باس کو ان قیدیوں کے متعلق کس نے بتایا ہے۔" نارمن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مائیکل نے جناب ــــ انہوں نے کال کر کے تفصیل بتائی تھی

جس پر چیف باس نے فوری کال بھیجی ہے ——— وہ وہاں سے چل پڑے ہیں"۔ پیغام لانے والے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— باس خود پوچھ گچھ کرے تو زیادہ اچھا ہے ورنہ ہمارے ہاتھوں تو یہ ہلاک ہو جائیں گے۔" بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر باس کو تو یہاں تک پہنچنے میں کم از کم چار گھنٹے لگیں گے۔" نارمن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"بھاگ تو نہیں سکتے ——— لیکن دوسرے بے ہوش افراد کو ہوش میں لانا پڑے گا۔ کیونکہ اتنی طویل بے ہوشی سے یہ تو خود بخود مر جائیں گے"۔ نارمن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو کوئی بات نہیں ——— انہیں انجکشن لگا دو اور باہر سخت پہرہ لگا دو۔ یہ بیچارے تو چلنے سے بھی معذور ہیں جائیں گے کہاں" بلیکی نے کہا۔

اور نارمن نے ایک آدمی کو انجکشن لانے کا حکم دیا۔ وہ آدمی تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"خوش ہو جاؤ۔ تمہاری زندگی چار گھنٹے مزید بڑھ گئی ہے۔ ورنہ میں نے تو یہی فیصلہ کیا تھا کہ تم سب کو ہلاک کر کے پہاڑیوں پر پھینک دوں گا۔" بلیکی نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا چیف باس کرنل ڈیوڈ ہے یا کرنل ہمبرخ۔ کم از کم اتنا تو بتا دو"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نارمن اور بلیکی عمران کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی حیرت سے اچھل پڑے۔

"تمہیں یہ نام کس نے بتائے ہیں" ——— بلیکی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ دونوں میرے کلاس فیلو ہیں ——— ہم اکٹھے ہی استاد سے مار کھایا کرتے تھے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا تو پھر اب اکیلے ہی مار کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ کرنل ڈیوڈ تمہاری پہلی بات کا جواب گولی سے ہی دے سکتا ہے"۔ بلیکی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے باہر جانے والا انجکشنوں کا ایک ڈبہ اور سرنج اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بلیکی کے اشارے پر عمران کے بیہوش ساتھیوں کو انجکشن لگانا شروع کر دیئے۔

"اس کی اس بات سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اس گروپ کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔ نارمن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے پہلے ہی یقین تھا۔ بہرحال اب باس کے آنے پر ہی مزید بات ہو سکتی ہے"۔ بلیکی نے کہا۔

اور پھر جب عمران کے سب ساتھی ہوش میں آ گئے تو وہ سب باری باری باہر نکل گئے۔ اور وہاں کمرے کے اکلوتے دروازے کو باہر سے زنجیر چڑھا کر بند کر دیا گیا۔

اب عمران اور اس کے ساتھی اس کمرے میں اکیلے رہ گئے تھے۔

بلیک زیرو کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ وہ عمران اور سیکرٹ سروس کی ٹیم کی روانگی کے بعد صبح کو کافرستان پہنچا تھا۔ چونکہ وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آیا تھا۔ اس لئے وہ عام مسافر کے روپ میں بذریعہ طیارہ کافرستان کے شہر راگ پور پہنچا تھا جن پہاڑیوں کے متعلق اطلاعات ملی تھیں کہ ان پہاڑیوں میں کیمپ بنایا جا رہا ہے، یہ پہاڑیاں راگ پور سے قریب تھیں۔

راگ پور پہنچنے کے بعد بلیک زیرو سیدھا راگ پور کی ایک نئی آبادی کرشن پورہ میں پہنچا۔ کافرستان میں سیکرٹ سروس کی فارن سروس کو وہ بطور ایکسٹو پہلے ہی مطلع کر چکا تھا کہ ایکسٹو کا ایک خصوصی نمائندہ جس کا نام طاہر ہے، راگ پور پہنچ رہا ہے۔

چنانچہ کافرستان کے فارن ایجنٹ ناٹران نے اسے کرشن پورہ کی ایک کوٹھی کا پتہ بتا دیا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ خود بھی وہاں موجود رہے گا۔

چنانچہ بلیک زیرو نے کرشن پورہ کے پہلے چوک پر پہنچتے ہی ٹیکسی چھوڑ دی اور ٹیکسی کے واپس چلے جانے کے بعد وہ ٹہلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

پھر چند لمحوں بعد وہ ناٹران کی بتائی ہوئی کوٹھی میں موجود تھا۔ مخصوص کوڈ کے تبادلے کے بعد ناٹران نے اس سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے ایک ساتھی سے بھی تعارف کرایا۔ اس کا نام ناٹران نے فیصل بتایا۔

" آپ اس سے پہلے کبھی کافرستان نہیں آئے "۔ ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہزاروں بار آیا ہوں ــــــ مگر میرا سیکشن سیکرٹ سروس سے علیحدہ ہے اس لئے میں براہ راست کبھی سامنے نہیں آیا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ ــــــ اسی لئے آپ سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ بہر حال فرمائیے، ایکسٹو کا ہمارے لئے کیا حکم ہے"۔ ناٹران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اس بار ایک اہم مشن درپیش ہے ــــــ ایکسٹو نے اپنی ٹیم عمران کی لیڈر شپ میں پیراشوٹوں کی مدد سے راگ پور کی ملحقہ پہاڑیوں پر اتار دی ہے۔ مجھے ایکسٹو نے علیحدہ بھیجا ہے تاکہ آپ سے رابطہ قائم کر کے کام کو خفیہ طور پر آگے بڑھایا جائے۔ اور اگر عمران یا اس کے ساتھی کسی مشکل میں پھنس جائیں تو ہم ان کی امداد کر سکیں"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" اوہ ــــ مگر کیوں ــــ ان پہاڑیوں میں کیا ہے"۔ ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ان پہاڑیوں میں اسرائیل ایک خفیہ فضائی اڈہ بنا رہا ہے تاکہ یہاں

سے اس کے طیارے پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کر سکیں۔ ہم نے اس اڈے کو تباہ کرنا ہے"۔ بلیک زیرو نے مختصر لفظوں میں مشن کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ تو واقعی انتہائی اہم مشن ہے ——— لیکن پھر تو ان پہاڑیوں کے چپے چپے کی نگرانی کی جا رہی ہو گی۔ اس طرح تو ٹیم ویسے ہی پیراشوٹوں کی مدد سے نیچے اتری ہو گی پکڑی گئی ہو گی۔ اگر ایکسٹو ہمیں پہلے الرٹ کر دیتا تو ہم رات کو ہی وہاں پہنچ جاتے"۔ ناٹران نے کہا۔

اس کے علاوہ چارہ بھی نہ تھا۔ کیونکہ تمام ہوائی اڈوں، ریلوے اسٹیشنوں اور کافرستان میں داخلے کے تمام راستوں کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جا رہی ہے۔ اگر وہ عام طریقے سے آتے تو راستے میں ہی دھر لئے جاتے۔ اور شاید ایکسٹو خود چاہتا ہو کہ ٹیم پکڑی جائے تاکہ اڈے کی لوکیشن سامنے آ جائے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے ——— ایکسٹو تو ہم سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لئے اس کا کیا حکم ہے"۔ ناٹران نے پوچھا۔

"تم یہیں رہو ——— میں ان پہاڑیوں پر جاؤں گا۔ اور اگر میں نے مناسب سمجھا تو تمہیں کال کر لوں گا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اب ہمیں آپ کے ماتحت کام کرنا پڑے گا۔ یہ تو زیادتی ہے ——— آخر یہاں ہماری بھی حیثیت ہے"۔ اس بار فیصل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مسٹر فیصل ——— یہ ایکسٹو کا حکم ہے میرا نہیں ——— سمجھے۔ اور ایکسٹو پر نکتہ چینی کرنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتے"۔ بلیک زیرو نے

سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے فیصل ——— ہمارا کام حکم کی تعمیل ہے۔ مسٹر طاہر، ظاہر ہے کوئی خاص حیثیت ہی رکھتے ہوں گے۔ تبھی ایکسٹو نے ایسا حکم دیا ہے"۔ ناٹران نے فیصل کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور فیصل کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔ وہ شاید دل ہی دل میں ایکسٹو کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔

اب اگر اسے پتہ چل جاتا کہ جس ایکسٹو نے انہیں حکم دیا ہے، وہ ان کے سامنے بیٹھا ہوا ہے تو پھر نجانے ان کی کیا حالت ہوتی لیکن ظاہر ہے بلیک زیرو یہاں اپنی اصل حقیقت ظاہر نہ کر سکتا تھا۔

"آپ مجھے ایک جیپ اور ان پہاڑیوں کا ایک نقشہ مہیا کر دیں۔ ساتھ ہی طاقتور ٹیلی سکوپ اور ایک مشین گن، ایک ریوالور اور میک اپ بکس"۔ بلیک زیرو نے ناٹران سے مخاطب ہو کر کہا اور ناٹران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تیزی سے دوسرے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم کس کے تحت کام کرنا پسند کرتے ہو ——— میں ایکسٹو سے تمہاری سفارش کر دوں گا"۔ ناٹران کے جاتے ہی بلیک زیرو نے فیصل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"علی عمران کے ساتھ میں نے کام کیا ہے اور وہ مجھے بے حد پسند ہے"۔ فیصل نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اچھا۔ میں سمجھ گیا ——— ویسے کچھ پتہ نہیں شاید اب بھی تمہیں علی عمران کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل جائے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی مطلوبہ چیزیں باہر پورچ میں موجود جیپ میں پہنچ چکی ہیں اور یہ نقشہ ہے"۔ ناٹران نے ہاتھ میں رول کیا ہوا کاغذ بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ —— میں فی الحال جائزہ لینے جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ہم سب کو کام کرنا پڑے۔ آپ لوگ تیار رہیں"۔ بلیک زیرو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کے ساتھ چلا چلوں۔ میں نے ان پہاڑیوں کو اچھی طرح دیکھا ہوا ہے" ناٹران نے کہا۔

"اوہ —— اگر ایسی بات ہے تو ضرور چلیں"۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے میں یہاں بیٹھنے سے وہاں آپ کے لئے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہوں۔ میں کافی عرصہ پہلے ان پہاڑیوں پر شکار کھیلنے گیا تھا اور میں نے وہاں کا چپہ چپہ دیکھ ڈالا تھا۔" فیصل نے کہا۔

"اوہ —— تو کیا ان پہاڑیوں پر درندے اور جنگلی جانور ہوتے ہیں۔ ایکسٹو کو تو یہی رپورٹ ملی تھی کہ وہاں جنگلی جانور ناپید ہیں"۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ایکس ٹو کو جو اطلاع دی گئی ہے وہ بالکل درست ہے۔ میں نے بھی پوری پہاڑیاں چھان ماری تھیں لیکن ایک بھی جانور نہ ملا تھا۔ حالانکہ وہاں خاصے گھنے جنگلات ہیں"۔ فیصل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے —— چلیں آپ بھی چلیں"۔ —— بلیک زیرو نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں جیپ میں سوار ہو کر کوٹھی سے باہر نکل آئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر

فیصل تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایکسٹو اور پچھلی سیٹ پر ناٹران بیٹھا ہوا تھا۔ اور جیپ پوری رفتار سے پہاڑیوں کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"طاہر صاحب —— ! ایک بات پوچھوں۔ آپ ناراض تو نہیں ہوں گے"۔ اچانک فیصل نے پوچھا۔

"پوچھو تم —— بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ یا تو خود ایکسٹو ہیں یا پھر ایکسٹو کے بہت زیادہ قریب ہیں"۔ فیصل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب —— میں سمجھا نہیں"۔ —— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ناٹران بھی فیصل کی بات سن کر چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔

"جناب —— آپ ایکس ٹو کی باتیں اس طرح کرتے ہیں اور اسے ملنے والی رپورٹوں سے ایسے آگاہ ہیں جیسے یا آپ خود ایکسٹو ہوں یا پھر ایکسٹو سے بے حد قریب ہوں"۔

فیصل نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو فیصل کی ذہانت کا دل ہی دل میں قائل ہو گیا۔ واقعی روانی میں اس نے بولتے وقت ایسا ہی تاثر دیا تھا۔

"اوہ —— آپ ذہین آدمی ہیں —— آپ نے درست اندازہ لگایا ہے۔ دراصل میرا سیکشن انتہائی خفیہ طور پر کام کرتا ہے اور میں بحیثیت انچارج ایکسٹو سے بے حد قریب ہوں۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ میں اس کا پرسنل اسسٹنٹ ہوں"۔ بلیک زیرو نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"پھر تو آپ نے ایکسٹو کو دیکھا ہوگا۔" ناٹران نے اس بار اشتیاق آمیز لہجے

میں پوچھا۔

"جی ہاں دیکھا ہے مگر ہمیشہ نقاب میں"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو کیا وہ ہر وقت نقاب لگائے رکھتا ہے۔ آخر کبھی تو نقاب علیحدہ کرتا ہوگا" فیصل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ——— کرتا ہو ——— لیکن میں نے تو کئی بار دانستہ کوشش بھی کی لیکن کامیاب نہیں ہوا۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اس کا قد و قامت ——— ؟" فیصل نے پوچھا۔

"بس میرا قد و قامت سمجھ لیں ——— زیادہ سے زیادہ انیس بیس کا فرق ہو گا۔" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا کہ اب وہ انہیں کیا بتائے کہ جس ایکسٹو کے بارے میں سوال کر رہے ہیں وہ خود ایکسٹو ہے اور بغیر نقاب لگائے موجود ہے۔

"آپ کا ذکر عمران صاحب نے بھی کبھی نہیں کیا حالانکہ وہ اکثر دوسروں کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔" اس بار ناٹران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ضرورت ہی نہ پیش آئی ہو۔ بہرحال صرف عمران صاحب مجھ سے واقف ہیں۔ ان کے علاوہ سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر نہ ہی میرے نام سے واقف ہے نہ ہی شکل و صورت سے۔ اور پلیز اگر کوئی ایسی صورت حال پیش بھی آ جائے تو آپ میرا ذکر ان کے سامنے اپنے ایک ساتھی کے طور پر کریں۔ تاکہ میرے سیکشن کی آئیڈنٹی قائم رہے۔" بلیک زیرو نے کہا اور فیصل اور ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بلیک زیرو نے نقشہ اپنے گھٹنوں پر پھیلا لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا چند لمحوں بعد اس نے پنسل سے ایک جگہ سرخ رنگ کا دائرہ لگا دیا۔

"فیصل صاحب ——— جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ اڈہ اس جگہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ جگہ ایسی ہے جہاں طیارہ اندر جا سکتا ہے اور باہر نکل سکتا ہے۔ اور دفاعی لحاظ سے بھی مضبوط ہے۔" بلیک زیرو نے فیصل سے مخاطب ہو کر کہا۔

ناٹران بھی آگے کی طرف جھک کر نقشے کو دیکھنے لگا۔

"آپ کا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے۔" ناٹران نے فیصل کی بجائے جواب دیا۔

فیصل نے بھی ایک نظر نقشے کو دیکھا تھا اور پھر اس نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ اس جگہ سے پانچ میل کے سرکل میں نگرانی سخت ہوگی۔ اس لئے ہمیں اس پانچ میل سے زیادہ فاصلے پر پہنچنا چاہیے۔ ورنہ ہماری جیپ براہ راست بھی ان کی نظروں میں آ سکتی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"درست ہے۔" ناٹران نے جواب دیا۔ اور پھر فیصل نے جیپ کا رخ شمال سمت کر دیا۔

بلیک زیرو نے نقشہ رول کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر بعد پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور تھوڑی دور آگے جا کر فیصل نے جیپ ایک گھنے درخت کے نیچے روک دی۔ اس جگہ کے اردگرد اونچی اونچی جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ اس لئے جب تک اسے قریب سے نہ دیکھا جائے جیپ کو چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

"بس جناب ——— اس سے آگے جیپ لے جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔" فیصل نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو اور ناٹران نیچے

اتر آتے۔

ناٹران نے جیپ کے آگے والی نشست اٹھائی اور پھر اس کے نیچے موجود ایک بڑے سے خانے میں سے اس نے ایک سب مشین گن نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دی۔

بلیک زیرو نے مشین گن اپنے بڑے کوٹ کے اندر چھپا لی۔ ناٹران نے ایک ریوالور بھی نکال کر اس کے حوالے کیا اور ایک طاقت ور ٹیلی سکوپ بھی۔ اس کے بعد اس نے یہی سامان فیصل کے حوالے کیا اور خود بھی ایک سیٹ رکھ لیا۔

"کیا آپ نے پہلے سے ہی پلاننگ کر رکھی تھی۔ یہاں میرے ساتھ آنے کی" بلیک زیرو نے سامان کے دوسرے سیٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر طاہر —— یہ جیپ میرے پاس رہتی ہے۔ میں نے ایمرجنسی کے لئے اس میں بہت کچھ چھپایا ہوا ہے" ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

اس کے بعد وہ تینوں آگے بڑھ کر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ ابھی صبح کاذب پوری طلوع نہ ہوئی تھی۔ اس لئے ہر طرف ہلکا ہلکا اندھیرا سا چھایا ہوا تھا۔ اس اندھیرے کو فضا میں پھیلی ہوئی دھند زیادہ گہرا کر رہی تھی۔ سردی اپنے عروج پر تھی لیکن چونکہ ان تینوں نے جیسٹر اور گرم ٹوپیاں پہن رکھی تھیں۔ اس لئے انہیں سردی کا احساس نہ ہو رہا تھا۔

وہ پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے۔ ارد گرد کا جنگل خاموش تھا اور انہیں ذرا سی بھی حرکت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ البتہ اب پرندوں کی چہکاریں سنائی دینی شروع ہو گئی تھیں۔ کافی بلندی پر پہنچنے کے بعد بلیک زیرو نے دوربین

آنکھوں سے لگائی اور بڑے غور سے ادھر ادھر کا جائزہ لینے لگا۔

ناٹران اور فیصل بھی دوربین کی مدد سے مخالف سمتوں میں چیکنگ کر رہے تھے۔ اچانک بلیک زیرو کی نظریں سامنے والی پہاڑیوں کے درمیان نظر آنے والی پہاڑی کے جنگل پر جم گئیں۔ وہاں روشنی کی ایک لکیر سی چمکتی دکھائی دی جو ایک لمحے بعد ہی معدوم ہو گئی تھی۔ چند لمحوں بعد روشنی ایک بار پھر چمکی اور پھر معدوم ہو گئی۔

"ارے —— میں نے سامنے روشنی دیکھی ہے۔" اچانک فیصل کی آواز سنائی دی۔

"ہاں —— میں دیکھ رہا ہوں —— شاید کوئی آدمی ٹارچ کی مدد سے راستہ دیکھتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا ہے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اب ناٹران نے بھی اسے چیک کر لیا تھا اور چند لمحوں بعد جب وہ روشنی گھنے جنگل میں غائب ہو گئی تو انہوں نے تیزی سے اس طرف چلنا شروع کر دیا۔

وہ خاصی تیز رفتاری لیکن محتاط طریقے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ پہاڑی کی دوسری طرف اترنے کے بعد وہ خاصا فاصلہ طے کر کے اس پہاڑی کے دامن میں پہنچے اور پھر اس پر چڑھتے چلے گئے۔

جب وہ اپنے اندازے کے مطابق اس جگہ پہنچے تو انہوں نے ادھر ادھر چیکنگ شروع کر دی۔

چند لمحوں بعد وہ راستوں کے اندر بنی ہوئی ایک عارضی سی جھونپڑی کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے۔ جھونپڑی کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

بلیک زیرو نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ لیکن جھونپڑی خالی پڑی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی خاص مقصد کیلئے

جھونپڑی بنائی گئی ہو اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے بعد اسے خالی چھوڑ دیا گیا ہو۔

بلیک زیرو جھونپڑی کا جائزہ لے کر جیسے ہی باہر نکلنے لگا۔ ناٹران کی آواز اُسے سنائی دی۔

"طاہر صاحب ۔۔۔ ایک آدمی آرہا ہے اس طرف"۔ ناٹران کا لہجہ چونکنے والا تھا۔

بلیک زیرو تیزی سے باہر آ گیا اور پھر ناٹران کے اشارے پر اس نے کافی نیچے درختوں کے اندر حرکت دیکھ لی۔

"آؤ چھپ جائیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے اردگرد پھیلے ہوئے درختوں کے چوڑے تنوں کی آڑ میں ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ آدمی اور قریب آ گیا۔ اس نے گرم لباس پہن رکھا تھا اس کے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔ جبکہ اس کے کاندھے پر ایک جدید قسم کی مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

وہ اوپر پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رُکا۔ وہ غور سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے کوئی خلش ہو رہی ہو۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ کندھے جھٹکتا ہوا جھونپڑی کے اندر چلا گیا۔ اور اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

اس کے اندر جاتے ہی وہ تینوں درختوں کی آڑ سے نکل کر محتاط قدموں سے جھونپڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جھونپڑی کی دیوار چونکہ لکڑی کے گٹھوں سے بنائی گئی تھی۔ اس لئے اس میں رخنے موجود تھے۔

ان تینوں نے ان رخنوں پر آنکھیں لگا دیں۔ جھونپڑی کے اندر وہ نوجوان گھاس کے ڈھیر کو ہٹانے میں مصروف تھا۔ پھر اس نے اس ڈھیر کے اندر سے

ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔

ٹرانسمیٹر باہر نکال لینے کے بعد وہ اسی گھاس کے ڈھیر پر بیٹھ گیا اور اس نے ٹرانسمیٹر کے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر کی مخصوص سیٹی سنائی دی۔

"ہیلو ۔۔۔ چیکنگ اسپاٹ الیون سپیکنگ ۔۔۔ اوور"۔ اس آدمی نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ چیکنگ ہیڈ کوارٹر ۔۔۔ رپورٹ ۔۔۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے ایریا کی مکمل چیکنگ کر لی ہے ۔۔۔ سب اوکے ہے اوور"۔۔۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہوشیار رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی بچا کھچا جاسوس ادھر اُدھر گھوم رہا ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے معلوم ہے جناب ۔۔۔ اس لئے میں بہت زیادہ محتاط ہوں اوور"۔ اس آدمی نے کہا۔ اور بلیک زیرو کے لبوں پر اس کی بات سن کر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اوکے ۔۔۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور نوجوان نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے ایک طرف ڈھیر میں رکھ دیا۔

ناٹران، فیصل اور بلیک زیرو نے نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو اشارہ کیا۔ اور پھر وہ تینوں محتاط انداز میں پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ درختوں کی آڑ میں ہو کر بلیک زیرو نے زمین پر پڑا ہوا ایک پتھر اٹھایا اور اسے جھونپڑی کی دیوار سے دے مارا۔

کھٹاک کی آواز پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے جھونپڑی کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اندر موجود آدمی تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی۔ اور وہ زخمی چیتے کے سے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے بلیک زیرو نے اپنے سامنے درخت کے چوڑے تنے پر ہلکے سے ہاتھ مارا اور نوجوان چونک کر اس درخت کی طرف لپکا۔ وہ بیحد چوکنا اور محتاط نظر آ رہا تھا۔

لیکن وہ جیسے ہی وہ آگے بڑھا، فیصل جس درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا، وہ اس کی پشت پر آ گیا تھا۔ چنانچہ وہ آدمی جیسے ہی آگے بڑھا فیصل درخت کی آڑ سے نکلا اور دوسرے لمحے وہ چیتے کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے پلک جھپکنے میں اسے اٹھا کر نیچے پھینکا اور اس کے سینے پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ ساتھ ہی مشین گن کی نال اس نے اس کے پیٹ پر رکھ دی۔

وہ نوجوان حیرت سے بت بنا رہ گیا۔ ناٹران اور بلیک زیرو بھی آ گئے اور اس نوجوان کی آنکھیں انہیں دیکھ کر حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"اسے اٹھا کر اندر لے چلو" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے فیصل سے کہا اور فیصل نے بڑی پھرتی سے اسے جھک کر پلٹا دیا اور دوسرے لمحے اس نے اس کا کوٹ پیچھے سے کھینچ کر نیچے کر دیا۔

اب وہ اپنے بازوؤں کو حرکت میں نہ لا سکتا تھا اور فیصل نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

"گگ ۔۔۔ گگ ۔۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔۔ اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"عزرائیل ۔۔۔۔ تمہاری روح قبض کرنے آئے ہیں" بلیک زیرو نے کہا۔ اور پھر وہ اسے دھکیلتا ہوا جھونپڑی میں لے گیا۔

فیصل بھی اس کے ہمراہ تھا جبکہ ناٹران باہر ہی رک گیا تاکہ نگرانی کر سکے۔

وہ جھونپڑی میں جاتے ہی اس آدمی نے تیزی سے اپنے جسم کو جھٹکا دے کر کوٹ کو اونچا کرنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے بلیک زیرو کا مکہ اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑا۔ اور وہ لہراتا ہوا گھاس کے ڈھیر کے اوپر گر گیا۔ ایک ہی ضرب نے اسے بیہوش کر دیا تھا۔

فیصل بلیک زیرو کی طاقت اور صحیح نشانہ دیکھ کر دل ہی دل میں حیران رہ گیا۔

"اب اسے اچھی طرح باندھ دو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے فیصل سے کہا۔

اور فیصل نے ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن جب اسے باندھنے کی کوئی چیز نظر نہ آئی تو اس نے اپنی بیلٹ کھولی اور پھر اس کے ہاتھ پشت کی طرف کر کے اس نے بیلٹ کی مدد سے انہیں مضبوطی سے باندھ دیا۔

"بس کافی ہے ۔۔۔ پیر باندھنے کی ضرورت نہیں ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

اور پھر اس نے اپنی سب مشین گن ایک طرف رکھی اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلا سا تیز دھار کا خنجر باہر نکال لیا اور فرش پر بیہوش پڑے ہوئے نوجوان کی بائیں سائیڈ پر اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے خنجر کو اس کے سینے

پر رکھ کر ایک ہاتھ سے اس کا منہ بند کیا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک دبا دی۔

سانس بند ہو جانے کی وجہ سے چند ہی لمحوں میں نوجوان کا جسم حرکت میں آگیا۔ اور بلیک زیرو نے دونوں ہاتھ ہٹا کر اس کے سینے پر پڑا ہوا خنجر اٹھا لیا۔

نوجوان نے آنکھیں کھولیں تو اس کی آنکھوں کے سامنے وہ تیز دھار خنجر موجود تھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت اور خوف کی جھلکیاں تھیں۔ چہرہ خوف کی شدت سے پھڑکنے لگا تھا۔

"میری بات سنو ـــــ میں آدمی کو ذبح کرنے میں بے حد لطف محسوس کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں خواہ مخواہ کسی کے خون میں ہاتھ رنگنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اگر تم میرے سوالوں کے جواب ٹھیک ٹھیک دو گے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ہم یہاں باندھ کر ڈال جائیں گے۔ تم آزاد ہو سکتے ہو لیکن اگر تم نے جواب دینے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ دکھائی تو ایک لمحے میں گردن کاٹ دوں گا" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ اور غراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"م ۔۔۔۔ م ۔۔۔۔" نوجوان نے ہکلا کر کچھ کہنا چاہا۔

"میں تمہیں پہلے نمونہ دکھانا چاہتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور نوجوان کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کی ناک کا سرا کٹ کر دور جا گرا۔ اور ناک سے خون بہنے لگا۔

"یہ صرف نمونہ ہے ـــــ ویسے میں نے رعایت کر دی ہے ورنہ

یہ نمونہ ایک آنکھ نکلنے کی صورت میں بھی ہو سکتا تھا۔" بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"ب ـــــ بتاتا ہوں ـــــ بتاتا ہوں" نوجوان نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور بلیک زیرو نے گھاس پھونس اٹھا کر اس کی ناک پر چپکا دیا۔ کچھ گھاس نیچے گر پڑا۔ کچھ اس کی ناک سے چپک گیا۔ اور اس طرح خون کی روانی ختم ہو گئی۔

"بتاؤ ـــــ جو لوگ رات پیرا شوٹوں سے نیچے اترے تھے وہ کہاں ہیں۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہ ـــــ مین چیکنگ اسٹیشن میں ہیں" نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کتنے آدمی پکڑے گئے ہیں"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"گیارہ" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ گیارہ کا مطلب تھا پوری ٹیم پکڑی گئی ہے

"ان کے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ جلدی بولو" بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

ان سے پوچھ گچھ ہو رہی ہو گی۔ مجھے زیادہ علم نہیں ہے۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"یہ مین چیکنگ اسٹیشن کہاں ہے" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"لیبارٹری نمبر جو جس کے دامن میں ایک بڑی غار کے اندر بنایا گیا ہے۔

پورا ہال کمرہ ہے۔" نوجوان نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے اس کی گردن کے نیچے ہاتھ ڈال کر اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر بٹھا دیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس نے جیب سے نقشہ نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

"اس کو دیکھ کر بتاؤ کہ یہ پہاڑی نمبر چوبیس کونسی ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"جہاں سرخ دائرہ لگا ہوا ہے ——— اس کے ساتھ والی دوسری پہاڑی۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"یعنی خفیہ اڈے سے دوسری پہاڑی۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"اڈہ ——— کون سا اڈہ ——— مجھے کسی اڈے کے بارے میں علم نہیں ہے۔" نوجوان اڈے کے بارے میں سنتے ہی بپھر اٹھا۔ اور اس نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ شاید اڈے کا نام سنتے ہی اس کی ذہنی رو پلٹ گئی تھی۔

بلیک زیرو نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کی طرف دبایا۔ اور دوسرا ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر آگے کی طرف دھکیلا۔

دوسرے لمحے کھٹاک کی سی آواز سنائی دی اور نوجوان کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ بلیک زیرو بڑے اطمینان سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ جیسے اس نے کسی کی گردن نہ توڑی ہو بلکہ کسی درندے کو ہلاک کر دیا ہو۔ نوجوان چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"فیصل ——— تم باہر جاؤ۔ میں اس کا لباس اور میک اپ کروں گا۔"

بلیک زیرو نے فیصل سے مخاطب ہو کر کہا اور فیصل خاموشی سے باہر

[نکل] گیا۔

بلیک زیرو کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس [آدم]ی کے میک اپ میں تھا۔ اس نے اس کا بڑا کوٹ اپنے کوٹ کے [اوپر] پہن لیا تھا۔ اور سر پر اس کی ٹوپی اوڑھ لی تھی۔ اپنا بڑا کوٹ اور ٹوپی [اس] نے گھاس کے ڈھیر کے نیچے چھپا دی۔ اور پھر وہ جھونپڑی سے باہر آ گیا [عمر]ان اور فیصل وہاں موجود تھے۔

"اس آدمی کی لاش اٹھا کر کسی کھائی میں پھینک دو۔" بلیک زیرو [نے] فیصل سے کہا اور فیصل سر ہلاتا ہوا واپس جھونپڑی میں گھس گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس آدمی کی لاش اس کے کندھے [پر] موجود تھی۔ وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو خالی ہاتھ تھا۔

"آؤ ——— آگے بڑھیں۔ ان کا اور کوئی اسٹیشن قریب ہو گا۔ میرا خیال [ہ]ے اگر ہم تینوں اسی طرح ان کے میک اپ میں آ جائیں تو پھر اس مین [ب]لنگ اسٹیشن تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔"

بلیک زیرو نے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اس کے ساتھ آگے [بڑھ]تے چلے گئے۔ البتہ وہ بے حد محتاط تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور [جھو]نپڑی کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے

یہاں فیصل نے ایک آدمی کو ہلاک کر کے اس کا میک اپ اور لباس پہن [لیا]۔ اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ تیسرے آدمی کو بھی پا لینے میں [کا]میاب ہو گئے۔

وہ آدمی جھونپڑی میں سویا ہوا تھا۔ اس لئے آسانی سے قابو آ گیا۔ وہ

شاید ساری رات نگرانی کر کے اب نیند پوری کر رہا تھا کہ نا نران نے اسے ہمیشہ کی نیند سُلا دیا۔ اور خود اس کا میک اپ کر لیا۔

اور اب وہ تینوں ایک دوسرے سے خاصا فاصلہ رکھ کر اس پہاڑ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جدھر میں چیکنگ اسٹیشن بتایا گیا تھا لیکن وہ آنے والے خطرات سے بے خبر تھے جو ان کی تاک میں لگ چکے تھے۔



"یہ ہم کہاں پھنس گئے ہیں عمران" ۔۔۔ دروازہ بند ہوتے ہی جولیا نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ اسے ابھی ابھی ہوش آیا تھا۔

"محبت کے جال میں۔ اور یہ جال ایسا ہے جس سے نکلنے کو عاشق کا بھی دل نہیں چاہتا۔ حتیٰ کہ تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا ہے۔ بیچارہ شہید محبت" عمران کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔

"تم یہاں بھی بکواس سے باز نہیں آؤ گے" تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا

"باز چھوڑ یہاں کبوتر کا بچہ بھی نہیں آئے گا۔ تم بیٹھے نشانہ قائم کرتے رہو" عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ چھوڑو اس بک بک کو ۔۔۔ اب ہم نے یہاں سے آزاد ہونا ہے یا یہیں بیٹھے بیٹھے ان کی گولیوں کا نشانہ بن جائیں گے" جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"بھئی تم جانو اور تمہارا گروپ ۔۔۔ چاہے آزاد ہو چاہے غلام۔ مجھے تو نیند آ رہی ہے ۔۔۔ چار گھنٹے آرام کے مل گئے ہیں۔ کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ کیوں بھئی کیپٹن شکیل ۔۔۔ میرے گروپ ساتھی۔ تمہارا کیا خیال ہے"

عمران نے جولیا کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی ۔۔۔ اگر آپ ہمیشہ کے لئے سونا چاہتے ہیں تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے" کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ارے باپ رے ۔۔۔ ہمیشہ کی نیند ۔۔۔ نہ بھئی۔ اگر میں بیدار نہ ہوا تو پھر ناشتہ کیسے کروں گا ۔۔۔ اور تم جانتے ہو ناشتہ کئے بغیر تو میں مر بھی نہیں سکتا۔ کیا معلوم قبرستان کا باورچی سلیمان کی طرح ناشتہ تیار کرنے میں ماہر ہو یا نہ ہو" عمران نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے اچھا ناشتہ نہ ملنے کے تصور سے ہی خوف محسوس ہو رہا ہو۔

"پھر آپ ایسا کریں کہ سلیمان کو بھی بلا لیں تاکہ اکٹھے ہی لٹک جائیں"

اس بار صفدر نے جواب دیا۔ اور اس کی بات سن کر سب ہی ہنس پڑے۔ ان کا انداز ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی خوفناک سچویشن کا شکار ہونے کی بجائے کسی تفریح گاہ میں بیٹھے ہوں۔ اور یہی عمران کا مقصد بھی

تھا۔ وہ ان کے ذہنوں سے خوف جھاڑنا چاہتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔

"تمہاری بات درست ہے صفدر ——— چلو میں بلاتا ہوں سلیمان کو۔ ——— ارے ——— مگر یہ زنجیریں" عمران نے یوں چونکتے ہوئے کہا جیسے زنجیروں کا احساس اسے اسی لمحے میں پہلی بار ہوا ہو۔

"اچھے ناشتے کی راہ میں زنجیریں کیسے حائل ہو سکتی ہیں عمران صاحب" صفدر نے اسے شہہ دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں ——— واقعی" ——— عمران نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا لیکن مضبوطی سے بندھی ہوئی زنجیروں کی وجہ سے وہ آدھا سینہ ہی پھلا سکا۔

"یار جوانا ——— تم کیسے جوانا ہو ——— یہ محبت کی زنجیریں بھی نہیں توڑ سکتے۔ تمہارا نام تو پھر جوانا کی بجائے بڑھیانا ہونا چاہئیے۔"

عمران نے ساتھ بیٹھے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے کوشش کی ہے ماسٹر ——— لیکن زنجیریں عجب انداز سے بندھی ہوئی ہیں۔ پوری طرح زور ہی نہیں لگ رہا۔" جوانا نے قدرے لجے لہجے سے کہا۔

"اوہ ——— انداز ——— تو کیا ہے تم اپنے جسم کا انداز بدل دو۔ اپنا سر نیچے کو جھکاؤ، جسم کو پیچھے کی طرف سکیڑ لو اور سینے کو آگے کی طرف۔ انداز بدل جائے گا" عمران نے اسے باقاعدہ فلمی ہدایتکار کی طرح ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"اوہ ماسٹر ——— ویری گڈ ——— میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" جوانا نے اچانک خوش ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایکشن میں آ گیا۔

عمران کا بتایا ہوا پوز بناتے ہی اس نے اپنے ٹھوس چٹان جیسے سینے کو پھلاتے ہوئے زور سے آگے کی طرف جھٹکا دیا۔ وہ مسلسل اور بار بار جھٹکے دیتا رہا۔

اور ایک بار اس نے آنکھیں بند کر کے جب پوری قوت سے سینے کو جھٹکا دیا تو اس کے سینے پر بندھی ہوئی زنجیر کی ایک کڑی کھلتی چلی گئی۔ اور ہال میں موجود افراد کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہوتی چلی گئیں۔

اتنی موٹی زنجیر کی کڑی اس طرح کھینچ کر کھل جائے گی۔ اس کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ لیکن عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اسے جوانا کی بے پناہ طاقت کا پوری طرح احساس تھا۔ اس لئے اس نے اسے یہ پوز بتایا تھا۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنے سینے کی پوری قوت استعمال کر سکتا تھا۔

کڑی کھلتے ہی زنجیر نیچے کو گری اور پھر جوانا کے بار بار مزید جھٹکے دینے سے اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی زنجیر کے بل کھلتے چلے گئے۔ اور اس کا جسم بازوؤں کے علاوہ آزاد ہو گیا۔

جیسے ہی جوانا کے پیر اور ٹانگیں زنجیر کی گرفت سے آزاد ہوئیں۔ اس نے اپنے نچلے جسم کو سکیڑا اور اچھل کر اس نے دونوں پیر کرسی کی پشت پر رکھ لئے۔

اب اس کا اوپر والا جسم کمان کے سے انداز میں آگے کو جھکا ہوا تھا۔

کرسی چونکہ فرش میں نصب تھی اور خاصی مضبوط تھی۔ اس لئے وہ اپنی جگہ پر موجود تھی۔

اور جیپسر جوانا اپنے جسم کو آگے کی طرف جھکاتا چلا گیا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رکوع کے بل کھڑا ہوا اور اب سجدہ کرنے والا ہو۔ اس کے جسم کا پورا زور اس کے ہاتھوں پر پڑ رہا تھا۔ جو کلپوں کے ساتھ کرسی کی سائیڈوں سے بندھے ہوئے تھے۔

اور پھر جوانا کا جسم کافی آگے جھکا ہی تھا کہ اچانک کلک کلک کی آوازیں ابھریں اور جوانا قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔ اس کی کلائیوں سے خون رس رہا تھا۔ لیکن اب وہ فرش پر زنجیروں سے آزاد کھڑا تھا۔

"گڈ شو۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ میں بھوکا نہیں مر سکتا۔ میں جوانا سرکس بنا کر لاکھوں کما سکتا ہوں"۔

عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اور عمران کے ساتھی تو حیرت کی شدت سے بول بھی نہ سکتے تھے۔ وہ حیرت سے اس دیو قامت حبشی کو دیکھ رہے تھے۔ جس نے واقعی ایک نہ ہونے والا کارنامہ انجام دیا تھا۔ اس طرح اتنی موٹی زنجیروں اور لوہے کی کیلوں سے صرف طاقت اور زور آزمائی کی بنا پر اپنے آپ کو آزاد کرا لیا تھا۔ یہ سب کچھ واقعی اتنا حیرت انگیز تھا کہ اگر وہ اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ نہ دیکھ لیتے تو شاید زندگی بھر کبھی یقین نہ کرتے۔

"اب مجھے باہر نکالو تاکہ میں جا کر سلیمان کو لے آؤں"۔

عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جوانا جو اپنی کلائیوں کو مسل رہا تھا۔ اچانک تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ اس نے زنجیر کو پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"ارے۔ ارے۔ اس طرح تو زنجیر کے ساتھ میری روح بھی باہر آ جائے گی۔ ایسا کرو۔ زنجیروں کے اندر ہاتھ ڈال کر میری پتلون کے پائنچے کے اندر ہاتھ ڈالو اور ریوالور کے پرزے مخصوص خانوں سے باہر نکال لو"۔

عمران نے اسے کہا اور جوانا نے [illegible] انداز میں اس کے حکم کی تعمیل کی۔

چند لمحوں بعد ریوالور کے پرزے [illegible] جوانا کے ہاتھوں میں تھے سائیلنسر بھی موجود تھا۔

اور پھر عمران کی ہدایات کے مطابق [illegible] نے [illegible] پھرتی سے ان پرزوں کو جوڑ کر نال پر سائیلنسر فٹ کر دیا۔

اس کے بعد اس نے [illegible] ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور کی نال عمران کی کلائی کے گرد [illegible] اور [illegible] کے کنڈے کے درمیان رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔

چٹ اور [illegible] کی آواز [illegible] اُبھری اور عمران کا ایک ہاتھ آزاد ہو گیا۔ دوسرے فائر سے دوسرا ہاتھ اور تیسرے فائر سے زنجیر کی کڑی ختم ہو گئی۔ اور جوانا نے زنجیر [illegible] عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

"تم دروازے کے پاس [illegible] میں انہیں آزاد کرواتا ہوں"۔

عمران نے ریوالور جوانا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔ اور جوانا ٹوٹی ہوئی زنجیر اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے تیزی سے فائر کر کے زنجیریں اور کلپ توڑنے شروع کر دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ان خوفناک زنجیروں کی گرفت سے آزاد ہو

چکے تھے۔ باہر اگر کوئی موجود بھی تھا تو اسے اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی ہو گی۔ اس لئے اس تمام کارروائی کے دوران کوئی بھی اندر نہ آیا۔

اور پھر عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ باقی پوری ٹیم اس کے پیچھے تھی۔ عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر پہلے کان اس کے ساتھ لگا دیئے۔ تاکہ باہر سے آوازیں سن سکے۔ مگر باہر گہری خاموشی طاری تھی۔

عمران نے فولادی دروازے کے ہینڈل کو زور سے نیچے کی طرف دبایا۔ لیکن دروازے کو باہر سے زنجیر کی مدد سے بند کیا گیا تھا اس لئے ظاہر ہے ہینڈل کے دبانے سے وہ کہاں کھل سکتا تھا۔ کمرہ ٹھوس چٹانی پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ اور اس دروازے کے علاوہ اور کوئی راستہ باہر جانے کا نہ تھا۔

لیکن دروازہ اتنا مضبوط تھا کہ اسے توڑا بھی نہ جا سکتا تھا۔ اب عمران سوچنے لگا کہ دروازہ کیسے کھولا جائے۔

دوسرے لمحے اسے ایک خیال آیا تو وہ جھک کر دروازے کے نچلے حصے کو دیکھنے لگا۔ جہاں دروازے کو فرش میں نصب کیا گیا تھا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق لوہے کے اس دروازے کو صرف ایک اینگل آئرن کی مدد سے زمین میں نصب کیا گیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ریوالور سے سائیلنسر اتارا اور پھر اپنی پتلون کے پائنچے کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے ایک باریک سا کٹر جو پتلون کے اندرونی حصے میں چپکایا گیا تھا۔ نکال لیا اور اس کٹر کے پچھلے حصے کو اس نے دو انگلیوں سے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا ایک حصہ کھینچ کر گول ہو

گیا۔ اس نے اس گول حصے کو ریوالور کی نال پر چڑھا دیا اور پھر اس نے ریوالور کو پکڑ کر کسی آری کے سے انداز میں کٹر کو اس اینگل آئرن پر رگڑنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چل رہے تھے۔

فولاد کاٹنے والا یہ مخصوص کٹر تیزی سے اینگل آئرن کو کاٹتا چلا جا رہا تھا۔ اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد اینگل آئرن کٹ چکی تھی۔

یہی عمل عمران نے دروازے کی دوسری سائیڈ کے اینگل آئرن پر دہرایا اور تھوڑی دیر بعد اس اینگل آئرن کو بھی کاٹ دیا۔ اس کے بعد اس نے کٹر اتارا۔ اور اس کے مخصوص حصے کو جھٹکا دے کر دوبارہ پہلی حالت میں لا کر اس نے اسے دوبارہ پائنچے کے اندر چپکا دیا۔

پھر اس نے سائیلنسر کو دوبارہ نال پر فٹ کیا اور پھر ریوالور کو جیب میں ڈال کر اس نے جوانا کو اشارہ کیا۔

جوانا عمران کا اشارہ سمجھ گیا اور اس نے دروازے کی ایک سائیڈ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے۔ عمران نے دوسری سائیڈ سنبھال لی۔

"باس ——— تم ہٹ جاؤ میں جوانا سے کم نہیں ہوں۔" جوزف نے جو اب تک خاموش کھڑا تھا۔ تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"پیچھے ہٹ جاؤ ——— تم جولیا کے گروپ کے ہو اور میں عورتوں سے کام نہیں کراتا۔" عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں عورت ہوں باس ——— تم میری توہین کر رہے ہو۔ جوزف دی گریٹ کی۔" جوزف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"بس یہی چیخنا چلانا ہی اس گروپ کا کام ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے زور لگانے کے لئے پوز بنایا ہی تھا کہ اچانک جوزف اس پر ایسے جھپٹا جیسے عقاب کبوتر پر جھپٹتا ہے۔ اور دوسرے لمحے وہ عمران کو پیچھے گھسیٹتا چلا گیا۔

"ہٹ جاؤ باس ورنہ میں خودکشی کر لوں گا۔ اور جوانا تم بھی ہٹ جاؤ باس نے مجھے طعنہ دیا ہے" جوزف نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر عمران کی آنکھ کے اشارے پر وہ بھی پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"اگر تم نے دروازہ نہ اکھاڑا جوزف تو پھر آئندہ میں تمہیں مس جوزف کہا کروں گا" عمران نے کہا اور جوزف غصے سے ڈکراتا ہوا نیچے بیٹھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور پھر اس نے دونوں ہاتھ فولادی دروازے کے درمیان میں رکھے اور پوری قوت سے انہیں باہر دھکیلنا شروع کر دیا۔ فولادی دروازہ ایک جھٹکے سے باہر کی طرف نکلتا چلا گیا۔ جوزف کا منہ سرخ ہو گیا۔ اس کے جسم کا تمام خون چہرے پر سمٹ آیا اور سینہ اتنا پھیل گیا تھا کہ جیسے ابھی پھٹ جائے گا لیکن جوزف اپنی پوری قوت صرف کئے چلا جا رہا تھا۔ اور فولادی دروازہ نچلی طرف سے باہر کو نکلا چلا جا رہا تھا۔ اب جوزف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا

"بس کرو جوزف —— مجھے یقین آگیا کہ تم مرد ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جوزف ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ آیا۔ اس کے منہ سے اتنا تیز سانس نکلا جیسے غبارے سے ہوا نکل گئی ہو۔ چہرے پر فتح مندی کی جھلک تھی۔

"گڈ شو جوزف —— تم واقعی بہادر ہو" جوانا نے بڑے فراخدلانہ

انداز میں جوزف کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا۔ اور جوزف اور زیادہ پھول گیا۔ جب سے اس نے جوانا کے فولادی زنجیروں سے نکلنے پر ٹیم کے تمام ممبران کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین کے آثار دیکھے تھے۔ وہ دل ہی دل میں بُری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

لیکن اب اسے اپنی طاقت دکھانے کا موقع مل گیا اور واقعی فولادی دروازے کو اس طرح دھکیل کر موڑ دینا بے پناہ طاقت کا ہی کرشمہ تھا۔ اس طرح حساب برابر کر کے اسے دلی خوشی ہو رہی تھی۔ اور عمران نے بھی شاید سوچ کر جوزف کو چڑھایا تھا کہ وہ غصے کے عالم میں اگر یہ کارنامہ انجام دے لے تاکہ اس کا ذہن صاف ہو سکے۔ کیونکہ وہ جوزف کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔

"مگر باس۔ اب میں مس جولیا کے گروپ میں نہیں رہوں گا۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے" جوزف نے منہ پھلاتے ہوئے عمران سے کہا۔

"چلو تبادلہ کر لیتے ہیں —— جوانا اُدھر تم اِدھر —— کیوں جوانا" عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ حکم کریں —— مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں مس جولیا کی دل سے قدر کرتا ہوں" جوانا نے جواب دیا۔

وہ ایکریمیا کا رہنے والا تھا۔ اس لئے اس کے ذہن میں ایسی کوئی گرہ نہیں تھی کہ وہ عورت کی ماتحتی میں کام کرنا اپنی توہین سمجھتا

"پہلے باہر تو نکلو —— یہیں کھڑے باتیں کرتے رہو گے" جولیا نے غصے سے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی توہین کی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سینڈل اتار کر سب کے سامنے عمران کے

سر پر مارے لیکن سچویشن ایسی تھی کہ وہ ضبط کر گئی

" ارے ہاں ——— باہر بھی جانا ہے تو آؤ چلیں۔ یہاں کھڑے میرا منہ کیوں دیکھ رہے ہو"۔

عمران الٹا ان پر ناراض ہونے لگا اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ خود سب سے پہلے آگے بڑھا۔ ذرا سا جھک کر وہ مڑے ہوئے دروازے کے نیچے سے نکلتا چلا گیا۔

باہر نکل کر وہ حیران ہو گیا کیونکہ کمرہ ایک بڑی غار کے اندر بنا ہوا تھا اور دروازے کے باہر غار ایک سرنگ کی صورت اختیار کر گئی تھی۔ اتنے میں ٹیم کے باقی ارکان بھی کمرے سے باہر آ گئے۔ وہ بھی حیرت سے اس سچویشن کو دیکھ رہے تھے۔ عمران کی طرح ان کا بھی یہی خیال تھا کہ دروازے سے باہر نکلنے کے بعد وہ جنگل یا کسی پہاڑی ڈھلان پر ہوں گے۔

اور پھر وہ عمران کی پیروی میں اس تنگ سرنگ سے گزر کر آگے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سرنگ آگے جا کر یکلخت ختم ہو گئی تھی۔ آگے پہاڑی چٹان تھی۔ کوئی دروازہ وغیرہ موجود نہ تھا۔ عمران نے زور سے چٹان کو دھکیلا لیکن چٹان اپنی جگہ پر مضبوطی سے جمی ہوئی تھی۔

عمران نے اس کی سائیڈوں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلی۔ چٹان کے دونوں اطراف میں کوئی رخنہ موجود نہ تھا۔

اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ چٹان حرکت نہیں کرتی۔ اور واقعی شروع سے بند ہے۔ لیکن پھر یہاں سے نکلنے کا راستہ کہاں ہے۔ یہ بات ان کی

سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"پیچھے چلو ——— شاید اوپر چھت پر سے کوئی راستہ ہو"۔ عمران نے پیچھے کھسکتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب پیچھے کی طرف مڑے۔

لیکن پیچھے مڑتے ہی عمران جیسے ہی سرنگ کی دیوار سے لگا۔ اچانک کھٹاک کی ایک آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے سائیڈ کی کافی ساری دیوار درمیان سے دونوں طرف سمٹتی چلی گئی۔ اب ادھر ایک اور سرنگ نما راستہ جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"اوہ ——— تو یہ چکر ہے"۔ عمران نے ٹھٹکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب اسی راستے پر چل پڑے۔ ظاہر ہے سب سے آگے عمران تھا۔ راستہ خاصا طویل تھا۔ لیکن آخر کار اس کا اختتام ہو ہی گیا۔

راستے کے اختتام پر ایک بار پھر اسی طرح کی چٹان تھی۔ عمران نے یہاں بھی چیکنگ کی لیکن یہ چٹان بھی اسی انداز میں ٹھوس اور جمی ہوئی تھی۔ جیسے پہلے راستے کے اختتام پر تھی۔ اب عمران نے سرنگ کی دیواروں پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ لیکن یہ دیواریں ٹھوس تھیں

"میرا خیال ہے یہ چٹان کسی میکنزم سے کھلتی ہو گی"۔ صفدر نے کہا اور تیزی سے چٹان کی سائیڈوں پر ہاتھ مارنے لگا۔

"نہیں ——— میں چیک کر چکا ہوں۔ یہ ٹھوس اور جمی ہوئی ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

اس کے ساتھی بھی اب سرنگ کی دیواروں کو تھپتھپانے لگے۔ لیکن یہ دیواریں ٹھوس تھیں۔

ابھی وہ سوچ ہی رہے تھے کہ کیا کریں کہ اچانک انہیں اپنے سر پر

دھمک سی محسوس ہوئی اور وہ سب چونک کر اوپر دیکھنے لگے۔

دھمک سے محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی افراد ان کے اوپر موجود چھت پر چل رہے ہوں۔ دھمک آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔ جیسے کچھ لوگ اوپر سے ہو کر گزر گئے ہوں۔

ابھی وہ کھڑے ذہنی طور پر اندازے ہی لگا رہے تھے کہ اچانک ان کے قدموں کے نیچے زمین تیزی سے آگے والی سائیڈ کی طرف جھکتی چلی گئی۔ یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے نہ رہ سکے اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر سرنگ کی اختتامی دیوار سے جا ٹکرائے۔

اور اسی لمحے وہ چٹان تیزی سے کسی ڈھکن کی طرح کھلتی چلی گئی اور دوسرے لمحے وہ سب اچھل کر باہر گرے۔ جیسے کسی نے انہیں دھکا دے کر باہر نکال دیا ہو۔ سرنگ سے باہر نکلتے ہی ان کے جسم ہوا میں لہراتے ہوئے نیچے گرتے چلے گئے۔

وہ قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے گرتے چلے جا رہے تھے۔ ہزاروں فٹ بلندی سے نشیب کی طرف۔ یہ سرنگ شاید پہاڑی کی چوٹی پر تھی۔ ایسی چوٹی پر جس طرف کوئی درخت ہی نہ تھا، سپاٹ چٹانیں تھیں۔ اور نتیجہ باوجود ہوش و حواس گم ہو جانے کے انہیں پوری طرح معلوم تھا۔ اور ان کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ شاید زندگی کی آخری چیخیں۔

"مائیکل۔ —— ! تمہیں چیف باس کو رپورٹ دینے کی کیا ضرورت تھی۔ - - ہم آخر یہاں کس لئے ہیں" —— بلیکی نے لنکنگ اسٹیشن میں داخل ہوتے ہی وہاں پہلے سے موجود مائیکل سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ اے دوست ـــــــ یہ اڈہ ہمارے لئے بے حد قیمتی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہاری کسی جذباتی حرکت کی وجہ سے اسے کوئی خطرہ لاحق ہو —— چیف باس عقلمند آدمی ہے۔ اس کے سامنے جو کچھ ہو گا وہ درست ہو گا۔"

مائیکل نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیکی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ کیونکہ وہ اب مزید کچھ نہ کہہ سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ چیف باس ان سے زیادہ مائیکل کی بات مانتا ہے۔ وہ اسرائیل کا قابل فخر جنگی انجینئر اور سائنسدان تھا۔ جبکہ وہ صرف ایجنٹ۔

"مائیکل نے ٹھیک کیا ہے بیکی ۔ ——— واقعی ہم جذبات میں آسکتے تھے۔ اب چیف باس جیسا چاہے گا وہ ہم سب کے لئے زیادہ بہتر ہوگا۔"
نارمن نے مائیکل کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور مائیکل کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"ٹھیک ہے" —— بیکی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ جاسوس حفاظت سے بند ہیں ناں —— ایسا نہ ہو کہ وہ وہاں سے نکل بھاگیں" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مائیکل نے سوال کیا۔

"ہاں ——— وہ مین چیکنگ اسٹیشن پر ہیں۔ انہیں مضبوط زنجیروں کی مدد سے فولادی کرسیوں سے باندھا گیا ہے۔ ان کے ہاتھ کرسی کی نشستوں سے لوہے کے کلپوں میں جکڑ دیئے گئے ہیں۔ اس طرح وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کرسکتے۔ ہال کے فولادی دروازے کو باہر سے زنجیر لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے بعد تم جانتے ہو کہ اس اسٹیشن کا بیرونی راستہ صرف باہر سے کھولا جا سکتا ہے۔ اور وہاں ہمارے آدمی پہرہ دے رہے ہیں —— اس لئے سب ٹھیک ہے" نارمن نے یوں تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا جیسے وہ مائیکل کی بجائے چیف باس کو رپورٹ دے رہا ہو۔

"بہت خوب —— وہ مین چیکنگ اسٹیشن میں ہیں۔ تب وہ کسی حالت میں بھی نہیں نکل سکتے۔ آخر وہ سٹیشن میرا ڈیزائن کردہ ہے" مائیکل نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مائیکل کی بات کا جواب دیتا، اچانک درمیانی میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور وہ تینوں حیرت سے ٹرانسمیٹر کو دیکھنے لگے۔ کیونکہ اس وقت وہاں کسی کی کال متوقع نہ تھی۔ فریکوئنسی چونکہ بیکی کی سائیڈ کی

تھی۔ اس لئے اس نے ہاتھ تو ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا دیا لیکن اس کے چہرے پر حیرت بدستور موجود تھی۔

"ہوسکتا ہے کوئی نیا جاسوس پکڑا گیا ہو" نارمن نے کہا اور بیکی چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— ٹاپ سرچنگ اسٹیشن ——— اوور" ۔ دوسری طرف سے ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— بیکی سپیکنگ ——— اوور" بیکی نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب ! ایک جیپ شہر کی طرف سے پہاڑیوں کی طرف آئی ہے۔ اس میں سے تین افراد باہر نکلے ہیں ان کے پاس اسلحہ اور دوربینیں موجود ہیں وہ جنگل میں گم ہوگئے ہیں۔ اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ —— کون ہیں ——— کیا تم جیپ کی نمبر پلیٹ چیک کر سکتے ہو ——— اوور" بیکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— میں نے چیک کی ہے۔ نمبر پلیٹ دارالحکومت کی ہے اور جیپ کی حالت بتا رہی ہے کہ اسے دارالحکومت سے ہی لایا گیا ہے اوور" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ —— وہ لوگ کس طرف گئے ہیں ——— اوور" بیکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر وہ پہاڑی نمبر چودہ کے جنگل میں گم ہوگئے ہیں ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے پہلے آپ کے ہیڈ کوارٹر کال کی مگر وہاں سے پتہ چلا کہ آپ مین چیکنگ سٹیشن پر موجود ہیں۔ وہاں میں نے کال کی تو آپ وہاں سے جا

چکے تھے۔ اس لئے میں نے یہاں کال کی۔ بس اتنا وقت انہیں آتے ہوئے گزرا ہوگا ——— اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے ——— میں چیک کراتا ہوں ——— اوور اینڈ آل" بلیکی نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں ——— اگر ان جاسوسوں کے ساتھی ہوتے تو اس طرف جیپ میں کھلے عام نہ آتے" بلیکی نے نارمن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اور کافرستانی سیکرٹ سروس کے آدمی بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ہمیشہ اطلاع دے کر آتے ہیں ——— بہرحال انہیں فوری ٹریس کرنا ہوگا۔ تاکہ صورت حال کا علم ہو سکے" نارمن نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ کام کرو۔ میں اڈے پر جا رہا ہوں" مائیکل نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسے ایک ضروری کام یاد آ گیا تھا۔ اس لئے وہ اٹھ گیا۔

"پہاڑی نمبر چودہ پر تو کوئی چیکنگ اسپاٹ نہیں ہے۔ البتہ پہاڑی نمبر سولہ پر ہے۔ وہاں بات کرتا ہوں" بلیکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی ناب گھما کر مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا مگر دوسری طرف سے بار بار بٹن دبانے کے باوجود کوئی رابطہ قائم نہ ہوا۔

"اوہ ——— یہ کیا ہوا ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی رابطہ ہی قائم نہ کرے" بلیکی نے تنگ آ کر ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے چیکنگ اسپاٹ والا آدمی رات کو جاگنے کی وجہ سے اب سو گیا ہوگا۔ اس لئے رابطہ قائم نہیں ہو رہا" نارمن نے کہا۔

"اوہ ——— ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ میں ہیڈ کوارٹر انچارج سے بات کرتا ہوں" بلیکی نے کہا اور پھر ایک بار ٹرانسمیٹر کی ناب گھمانی شروع کر دی وہ نئی فریکوئنسی سیٹ کر رہا تھا۔ اور پھر اس نے فریکوئنسی سیٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— بلیکی کالنگ ہیڈ کوارٹر نارتھ اوور" بٹن دباتے ہی بلیکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— انچارج ہیڈ کوارٹر نارتھ فرام دس اینڈ اوور" چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"میں نے چیکنگ سپاٹ الیون ہنڈرڈ کو کال کیا تھا مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اس کی کیا وجہ ہے ——— اوور" بلیکی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مگر باس ابھی آدھا گھنٹہ پہلے اس نے مجھ سے بات کی ہے۔ میں نے اسے ہوشیار رہنے کے لئے کہا تھا ——— ویسے ہو سکتا ہے وہ سو گیا ہو اوور" ——— انچارج نے جواب دیا۔

"یہ نظام بھی بدلنا ہوگا۔ صبح کو نئے آدمیوں کو بھیجنا پڑے گا۔ اس طرح تو صبح کے وقت تمام چیکنگ اسپاٹ بیکار ہو جاتے ہوں گے۔ بہرحال سنو ٹاپ چیکنگ اسٹیشن نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ شہر کی طرف سے ایک جیپ پہاڑی نمبر چودہ کے دامن میں آ کر رکی ہے۔ اس میں سے تین افراد باہر نکلے ہیں اور پہاڑی نمبر چودہ کے دامن میں گھسے ہیں۔ میں نے اسی لئے

چیکنگ اسپاٹ کو کال کیا تھا ۔ تاکہ ان لوگوں کو چیک کیا جا سکے کہ یہ کون ہیں اوور" ۔۔۔ بلیکی نے کہا۔

"جیب میں آ سکے میں یا من تو پھر ظاہر ہے کوئی سرکاری آدمی ہوں گے ۔ اوور" انچارج نے جواب دیا۔

"ہوں گے وغیرہ کو میں نہیں جانتا۔ ایسے حالات میں کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا۔ انہیں فوراً ٹریس کرو۔ اس کے بعد معلوم ہو گا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ سمجھے ۔۔ اور سنو ۔ ۔۔۔ انتہائی محتاط رہنا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دشمنوں کے آدمی ہوں ۔۔ ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ بلیکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔ ۔۔۔ میں ابھی سب کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ ہم انہیں جلد ہی ٹریپ کر لیں گے ۔۔۔ اوور"۔ انچارج نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے ۔۔۔ انہیں ٹریپ کر کے ہیڈ کوارٹر بلا لو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں ۔۔۔ اوور"۔ بلیکی نے جواب دیا۔

"بہتر باس ۔۔۔ اوور" انچارج نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" بلیکی نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

"ہوشیار رہنا بلیکی ۔۔۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملہ گڑبڑ ہو سکتا ہے" نارمن نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو نارمن ۔۔۔ بلیکی کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ آج تک جو بھی بلیکی سے ٹکرایا ہے ہمیشہ کے لئے فنا ہو گیا ہے" بلیکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔ ۔ تم اپنے ہیڈ کوارٹر جاؤ۔ جبکہ میں چیکنگ اسٹیشن جاتا ہوں۔ میں نے سوچا ہے کہ باس کے آنے تک وہاں ہم دونوں میں سے کسی ایک کا رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ پاکیشیائی جاسوس مجھے انتہائی خطرناک معلوم ہوتے ہیں" نارمن نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک ان کے خطرناک ہونے کا تعلق ہے۔ تم جانتے ہو کہ وہ حرکت کرنے سے بھی معذور ہیں وہاں سے نکلنا تو ایک طرف۔ ویسے میں تمہیں روکوں گا نہیں ۔۔۔ وہاں تمہاری موجودگی بہرحال ضروری ہے" بلیکی نے کہا اور نارمن نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ دونوں ہی آگے پیچھے چلتے ہوئے لنکنگ اسٹیشن کے دروازے سے باہر چلے گئے۔

بلیک زیرو اور اس کے ساتھی بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ہر طرف پُراسرار سی خاموشی طاری تھی۔ وہ اب ایک پہاڑی کی ڈھلان پر اتر رہے تھے۔ کہ اچانک، ایک پگڈنڈی کا موڑ مڑتے ہی انہیں رکنا پڑا۔ کیونکہ دس مسلح افراد اچانک درختوں کی آڑ سے نکل کر ان کے سامنے آ گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔

"تم تینوں اس طرح کدھر جا رہے ہو" ۔ ان میں سے ایک نے سب سے آگے موجود بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا

"ہم مین چیکنگ سٹیشن جا رہے ہیں۔ ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے"۔ بلیک زیرو نے اس آدمی کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا جس کے میک اپ میں وہ اس وقت تھا۔ اس کا لہجہ بے حد مطمئن تھا۔

"اوہ ۔ یہ حکم کس نے دیا ہے"۔ اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس نے اور کس نے دینا تھا"۔ بلیک زیرو نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہمیں باس نے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔ جبکہ تمہارے اسپاٹ پر تین مشکوک آدمیوں کو چیک کیا گیا ہے"۔ اس آدمی نے مشکوک سے لہجے میں کہا۔

"اچھا ۔ ہمیں تو اس کی اطلاع نہیں ہے۔ ویسے تم باس سے بات کر کے پوچھ لو ۔ تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ میں درست کہہ رہا ہوں یا غلط"۔ بلیک زیرو کے لہجے میں ایسا اعتماد تھا کہ اس آدمی کی آنکھوں میں تذبذب کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔ ۔ ۔ تم ہمارے ساتھ پہلے ہیڈ کوارٹر چلو، وہاں جا کر سب بات معلوم ہو جائے گی"۔ انچارج نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔

"جیسے تمہاری مرضی ۔ لیکن سوچ لو کہ باس حکم عدولی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس نے ہمیں مین چیکنگ اسٹیشن پہنچنے کا حکم دیا تھا"۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

اب انچارج کی آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں ابھرنے لگیں۔ اس کے پاس ٹرانسمیٹر موجود نہ تھا۔ ورنہ وہ شاید یہیں سے باس سے بات کر لیتا اور یہ بات بھی وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ باس اپنے حکم کی تعمیل میں معمولی سی کوتاہی کو بھی معاف کرنے کا عادی نہیں ہے لیکن ان تینوں کے بارے میں وہ مشکوک بھی ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ انہیں چھوڑ نہ سکتا تھا گو یہ تینوں آدمی اس کے جانے پہچانے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کہیں معاملہ گڑبڑ ہے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم میرے آدمیوں کے ہمراہ ہیڈ کوارٹر جاؤ۔ وہاں جا کر ساری بات کا پتہ چل جائے گا۔" انچارج نے آخرکار ایک فیصلہ کرتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

وہ دل ہی دل میں مطمئن ہو گیا تھا کیونکہ اس طرح وہ راستے میں مزید خطرات سے محفوظ ہو گیا تھا۔ وہاں جا کر جو ہوتا دیکھا جاتا۔

"ایڈگر ۔۔۔ سنو ۔۔۔ تم ان کو لے کر مین چیکنگ اسٹیشن جاؤ اور اگر یہ کوئی مشکوک یا غلط حرکت کریں تو بے شک انہیں گولی مار دینا۔"

انچارج نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ ہم نے کیا غلط حرکت کرنی ہے۔ تم خواہ مخواہ مشکوک ہو رہے ہو۔ آؤ ایڈگر چلیں"۔ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر بُرا منانے کا سا انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ایڈگر کے ساتھیوں کے گھیرے میں وہ تینوں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

مختلف پہاڑیوں پر چڑھنے اور اترنے کے بعد وہ ایک پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے۔ اس بار انہیں راستہ تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑی کیونکہ ایڈگر کے تین ساتھی ان سے آگے چل رہے تھے جبکہ چار ان کے پیچھے تھے۔ کیونکہ وہ جن افراد کے میک اپ میں تھے ۔ انہیں چونکہ سوتے ہوئے ختم کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ ان کا لہجہ سن ہی نہ سکے تھے۔

راستے میں بے شمار افراد ان سے ٹکرائے لیکن انہوں نے ان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ ظاہر ہے اتنے سارے افراد اور وہ بھی اپنے ہی ساتھیوں سے وہ کیا کہتے۔ جبکہ انہیں تو اجنبی افراد کی تلاش تھی۔

پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر وہ ایک چٹان پر کود گئے۔ یہ چٹان پہاڑی کی سائیڈ سے کافی آگے کی طرف چھجے کی صورت میں آگے کو بڑھی ہوئی تھی۔

چٹان پر کودتے ہی وہ تیزی سے دائیں طرف بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر بلیک زیرو نے دیکھا کہ آگے جانے والے دانستہ ایک ابھرے ہوئے پتھر سے بچ کر بڑھ رہے تھے۔ حالانکہ وہ عام سا پتھر تھا۔

بلیک زیرو نے اس پتھر سے گزرتے ہوئے جان بوجھ کر اس پتھر کو ٹھوکر مار دی۔

دوسرے لمحے اسے قدموں کے نیچے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی وہ سب بری طرح اچھل پڑے۔

"اوہ ۔۔۔ یہ تو نکاسی کا راستہ کھل گیا۔ کس نے پیر مارا ہے" ایڈگر نے مڑ کر چیختے ہوئے کہا

اسی لمحے ان سب نے ابھری ہوئی چٹان کے آخری سرے سے انسانی چیخیں بلند ہوتی سنیں تو وہ بے تحاشہ اس سرے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ ان چیخوں کے بلند ہونے کی وجہ سے انہیں بلیک زیرو اور اس کے ساتھیوں کا خیال بھی ذہن میں نہ رہا۔

بلیک زیرو بھی دوڑتا ہوا چٹان کے سرے پر پہنچا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے بڑی بے بسی کے عالم میں پہاڑی کی چوٹی سے

نیچے ہزاروں فٹ نشیب میں گرتے چلے جا رہے تھے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ایک نظر میں پہچان لیا تھا۔

دوسرے لمحے وہ نیچے کناڑیں پہنچ جانے کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور بلیک زیرو نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں۔ اس طرف پہاڑی پر کوئی درخت نہ تھا۔ جھاڑیوں اور ٹھوس چٹانوں کا سلسلہ تھا۔

بلیک زیرو اتنی بلندی سے گرنے کے بعد ان کا انجام اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن وہ بے بس تھا۔ سوائے خوف سے آنکھیں بند کرنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

اسی لمحے چٹان پر دوڑتے ہوئے قدموں اور چیختی ہوئی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ایڈگرا اور اس کے ساتھی بھی چیختے ہوئے واپس پلٹے اور اس تمام شور و غوغا میں بلیک زیرو۔ نازان اور فیصل جان کا کسی کو خیال تک نہ آیا

ادھر نازان۔ فیصل جان اور بلیک زیرو نے جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسی طرح پہاڑ کی چوٹی سے نیچے نشیب کی طرف گرتے دیکھا تو وہ سب اس چٹان سے بھاگتے ہوئے پہاڑی ڈھلوان پر پہنچے اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے اترتے چلے گئے

ان کی رفتار بے حد تیز تھی۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اگر ایک بار بھی ان کا پیر رپٹ گیا تو ان کا حشر بھی عمران اور اس کے ساتھیوں جیسا ہو گا لیکن سچویشن ہی ایسی تھی کہ انہیں تو اپنا ہوش ہی نہ تھا۔ انہیں اپنے پیچھے شور اور تیز سیٹیاں سی بجتی سنائی دے رہی تھی۔ لیکن کوئی آدمی ان کے پیچھے نہ آیا تھا۔ شاید وہ کسی اور راستے سے نیچے کی طرف گئے ہوں۔ اس بات کا

انہیں علم نہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گرتے پڑتے نیچے پہنچ گئے۔ اور جب نیچے پہنچے تو ان سب نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ اس پہاڑی کے عین نیچے پانی کا ایک بہت بڑا چشمہ سا بنا ہوا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی پانی کے اس چشمے میں گرے تھے۔ اور اب ان کے نیچے پہنچنے تک وہ سب چشمے میں سے نکل نکل کر باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔

"عمران صاحب ——— عمران صاحب ———" بلیک زیرو نے اوپر سے ہی چیختے ہوئے کہا کیونکہ اس نے عمران کو ریوالور نکالتے دیکھ لیا تھا۔

عمران بلیک زیرو کی آواز سنتے ہی چونک پڑا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ مجرموں کے لباس میں بلیک زیرو یہاں ٹپک پڑے گا

اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ تینوں ان کے قریب پہنچ گئے۔

"جلدی کہیں نکل چلیئے ——— وہ پورے علاقے کو گھیر لیں گے"۔ نازان نے عمران کے قریب پہنچتے ہی کہا

"اوہ نازان۔ تم بھی اور یہ یقیناً فیصل ہو گا" عمران نے فیصل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور فیصل کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑے اور بھاگتے ہوئے قریبی پہاڑی کی بڑی جھاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

اب اوپر پہاڑیاں بھاگتے ہوئے قدموں سے گونج رہی تھیں۔

"میرے پیچھے آیئے ——— میں ایک قدرتی سرنگ جانتا ہوں"۔ فیصل جان نے کہا اور پھر وہ آگے ہی آگے ایک پہاڑی کی طرف بھاگتا

چلا گیا۔ باقی ٹیم بھی ایک قطار کی صورت میں اس کے پیچھے بھاگی اور تھوڑی دیر بعد وہ فیصل جان کے پیچھے ایک پہاڑی کٹاؤ کے اندر داخل ہوتے چلے گئے۔
اس کٹاؤ کے اندر ایک پتلی سی سرنگ تھی۔ جو دور تک چلی گئی تھی۔ وہ سب آڑے ترچھے ہو کر اس سرنگ میں گھستے چلے گئے۔
چند لمحوں بعد انہیں باہر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں لیکن وہ رکے نہیں بلکہ آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔
"رک جاؤ ——— ہمیں آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اچانک عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب رک گئے۔
"یہ سرنگ کہاں جا کر ختم ہوتی ہے۔" عمران نے فیصل جان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یہ آخری پہاڑی کے پار جا کر نکلتی ہے۔ وہاں سے شہر آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے۔" فیصل جان نے جواب دیا
"لیکن ہم شہر جا کر کیا کریں گے ——— ہم نے تو کیمپ کو تباہ کرنا ہے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"عمران صاحب ——— اس وقت تو وہ سب بے حد ہوشیار ہوں گے اس لئے اس وقت تو ہمارا باہر نکلنا موت کو دعوت دینا ہو گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اسی سرنگ کے ذریعے پھر کسی وقت واپس آئیں اور اس اڈے کو تباہ کرنے کے لئے باقاعدہ کسی منصوبے کے تحت کام کریں۔" جولیا نے کہا۔
"ٹھیک ہے ——— یہ سرنگ واقعی خاصا کام دے گی۔ بہرحال یہاں ہیرا شوٹوں کی مدد سے اترنے کا ایک فائدہ ہوا کہ ان لوگوں کا اصل مرکز تو سامنے آگیا۔" عمران نے فوراً ہی بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہا اور وہ سب

ایک بار پھر سرنگ کے اختتام کی طرف بڑھتے چلے گئے۔



کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔ بلیکی اور نارمن دونوں ندامت سے سر جھکائے اس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ مایکل سنجیدہ چہرہ لئے خاموش بیٹھا تھا۔ البتہ اس کی فراخ پیشانی پر بھی شکنوں کا جال پڑا ہوا تھا۔
"میں کہتا ہوں آخر تم لوگوں کی اتنی نفری کا کیا فائدہ ——— جگہ جگہ چیکنگ اسپاٹ ——— چیکنگ اسٹیشن۔ نارتھ زون۔ ساؤتھ زون، یونزون، وہ زون ——— اور حالت یہ ہے کہ تیرہ چودہ آدمی دھڑلے سے یہاں اترے اور نکل کر چلے گئے۔ ایک کو بھی تم قابو نہ کر سکے" ——— کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
وہ ابھی ابھی یہاں پہنچا تھا۔ اور یہاں آتے ہی جب اسے معلوم ہوا تھا کہ حملہ آور نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو وہ غصے کی شدت سے پاگل ہو گیا تھا۔
"باس ——— جہاں تک ان گیارہ افراد کا تعلق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم نے انہیں قابو میں کر لیا تھا۔ اگر آپ کا پیغام نہ ملا ہوتا تو ان سب کی مسخ شدہ

لاشیں آپ کے سامنے ہوتیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ لاشیں فرار نہیں ہو سکتیں۔ البتہ جہاں تک ان تین افراد کا تعلق ہے جو جیپ میں آئے تھے انہوں نے ان کے فرار سے فائدہ اٹھایا ہے۔"

بلیکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر وہ نکل کیسے گئے —— جبکہ وہ تمہارے قبضے میں تھے۔ کیا تمہارا انتظام اتنا ناقص ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ان کا مین چیکنگ اسٹیشن سے نکل جانا معجزے سے کم نہیں —— مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے کسی مافوق الفطرت قوت نے ان کی مدد کی ہے۔ ورنہ انسانوں کے بس میں نہیں کہ وہ اتنی موٹی زنجیریں توڑ دیں اور فولادی دروازے ٹیڑھے کر دیں۔"

بلیکی نے جواب دیا۔

"اوہ —— کیا کہہ رہے ہو —— یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمارے ساتھ چل کر دیکھ لیں —— آپ کو خود یقین آ جائے گا اس سے پہلے بھی وہ دیو ہیکل حبشی جو اپنے آپ کو جوانا بتا رہا تھا۔ تلنگ اسٹیشن سے زنجیریں توڑ کر نکل بھاگا تھا لیکن وہ زنجیریں اتنی مضبوط نہ تھیں مگر اب جو زنجیریں اور کلپ استعمال کئے گئے تھے اور جس انداز میں انہیں باندھا گیا تھا اس کے بعد کوئی انسان تو ایک طرف حرکت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب نکل بھاگے۔ اور نہ صرف نکل بھاگے بلکہ اب کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے انہیں

زمین کھا گئی ہے یا آسمان نگل گیا ہے —— ہم نے ایک ایک انچ زمین دیکھ ڈالی ہے —— ایک ایک غار اور ایک ایک پہاڑی کٹاؤ کو چیک کیا ہے۔ اور پھر وہ چودہ جیتے جاگتے انسان ہیں، کوئی چیونٹیاں نہیں۔ اس کے باوجود ان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔"

بلیکی نے جواب دیا۔ اب اس کے لہجے میں مکمل اعتماد شامل تھا۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کچھ جو تم بتا رہے ہو —— یہ کیسے ممکن ہے —— کہیں نہ کہیں تمہاری کوتاہی یا غفلت اس میں شامل ہوتی ہے تو وہ بچ نکلے ہیں۔ اور اب صورت حال زیادہ خراب ہو چکی ہے۔ اب تک اڈہ ہر ایک کی نظروں سے محفوظ تھا۔ لیکن اب یہ محفوظ نہیں رہا۔ اب یہ مشن اس وقت تک شدید خطرے میں ہے جب تک یہ گروپ ختم نہیں ہو جاتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب —— اڈے کی آپ فکر نہ کریں —— اڈہ ہر حالت میں محفوظ ہے —— اس میں کسی کے داخلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ مائیکل نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل —— سب کچھ ممکن ہوتا ہے —— اب جو کہانی بلیکی مجھے سنا رہا ہے —— کیا ایسا ہونا ممکن تھا۔ لیکن اب دیکھو ممکن ہو گیا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"باس —— میرا خیال ہے کہ وہ کسی خفیہ پہاڑی سرنگ کے ذریعے جس کا ابھی تک ہمیں علم نہیں ہوا، نکل بھاگے ہیں اور یقیناً وہ نزدیکی شہر راگ پور میں چھپے ہوں گے۔ راگ پور اتنا بڑا شہر نہیں کہ انہیں تلاش نہ کیا جا سکے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ انہیں اس اڈے سے دور

وہیں شہر میں ہی ختم کر دیا جائے۔“ نارمن نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے —— ہمیں اب ایسا ہی کرنا ہوگا۔ ہم کسی حالت میں بھی انہیں دوبارہ ان پہاڑیوں پر دیکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ اور چونکہ شہر میں کام کرنا ہمارے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے مجھے مقامی سیکرٹ سروس کا تعاون حاصل کرنا ہوگا۔“ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بالکل درست ہے جناب —— ایسا بہت فائدہ مند رہے گا۔ مقامی سیکرٹ سروس شہر میں خاصی تیز رفتاری سے کام کر سکے گی۔“ بلیک نے جواب دیا۔

اور کرنل ڈیوڈ نے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کی مختلف نابیں گھما کر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں ڈائل پر جمی ہوئی تھیں جس پر مختلف رنگوں کی سوئیاں مختلف سمتوں میں حرکت کر رہی تھیں۔ اور جب سب سوئیاں کرنل ڈیوڈ کی مرضی کے مطابق اپنی اپنی جگہوں پر جم گئیں تو کرنل ڈیوڈ نے نابوں سے ہاتھ ہٹا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر کے دائیں کونے میں موجود سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

چند لمحوں بعد اچانک سرخ بلب سبز ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

”ہیلو —— ہیڈ کوارٹر —— ایس۔ ایس سپیکنگ —— ہو از آن لائن —— اوور۔“ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

”میں جی پی فائیو سیکرٹ سروس آف اسرائیل کا چیف کرنل ڈیوڈ بول

رہا ہوں —— اپنے چیف شاگل سے میری بات کراؤ —— اوور۔“ کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ —— انتظار کیجئے —— اوور۔“ دوسری طرف سے اس بار تیز لہجے میں کہا گیا۔

اور چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”ہیلو —— شاگل سپیکنگ —— اوور۔“ بولنے والے کا لہجہ حیرت سے پُر تھا۔

”کرنل ڈیوڈ سپیکنگ —— مسٹر شاگل —— اوور۔“ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”اوہ —— کرنل ڈیوڈ —— آپ اسرائیل سے بات کر رہے ہیں —— سولانگ رینج سے —— اوور۔“ شاگل کے لہجے میں موجود حیرت اب ابھر آئی تھی۔

”نہیں —— میں کیمپ میں موجود ہوں —— اوور۔“ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”اوہ —— اچھا میں سمجھ گیا —— بہرحال فرمایئے —— اوور۔“ شاگل نے جواب دیا۔

”مسٹر شاگل —— آج تک کیمپ بیرونی خطروں سے محفوظ تھا لیکن کل رات پاکیشیا سیکرٹ سروس کے گیارہ ارکان ہیلی کاپٹروں کی مدد سے ان پہاڑیوں پر اترے۔ انہیں ہم نے گرفتار کر لیا۔ لیکن راگ پور شہر سے ایک جیپ آئی اس میں سے تین افراد اترے۔ اور پھر ان کی مدد سے بارہ افراد بھی میرے قبضے سے نکل گئے۔ اور اب پتہ چلا ہے کہ وہ راگ پور

شہر میں چلے گئے ہیں ——— اور کیمپ کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے مختصر سے لفظوں میں سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آپ کو کیسے علم ہوا کہ یہ لوگ پاکیشیائی سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں ——— اوور" شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور کرنل ڈیوڈ نے عمران کے متعلق اپنا اندازہ بتانے کے ساتھ ساتھ اس بے چہانہ بردار طیارے کا بھی ذکر کیا جو پاکیشیا میں گیا تھا۔

"میں سمجھ گیا ——— یہ عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ یہ تو بےحد خطرناک ایجنٹ ہے مسٹر ڈیوڈ ——— اوور" ——— شاگل کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"جی ہاں ——— مجھے معلوم ہے ——— اسرائیل میں ہمارا ان سے مقابلہ ہو چکا ہے۔ ہمیں ان کی صلاحیتوں کا علم ہے۔ اس لئے میں بہت زیادہ تشویش میں مبتلا ہوں ——— کیمپ کو تو ہم بچا سکتے ہیں اور ہم نے اس کی حفاظت کا مکمل انتظام کیا ہوا ہے لیکن راگ پور شہر میں ان کے خلاف کام کرنا ہمارے بس سے باہر ہے ——— یہ آپ کا ملک ہے آپ یہاں بہتر طریقے سے کام کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ آپ انہیں ناگ پور شہر میں گھیر لیں تاکہ وہ کیمپ تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ اوور" ۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"میں سمجھ رہا ہوں ——— اور آپ نے بہت اچھا کیا ہے کہ مجھے کال کر لیا ——— میں راگ پور کو ہی ان کا مدفن بنا دوں گا۔ میں نے بھی ان

لے۔ اس کے لئے پڑھیے گولڈن جوبلی نمبر "ناقابل تسخیر مجرم" اور "موت کا رقص"

سے پرانے بدلے چکانے ہیں ——— اوور" شاگل نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا بہرحال مجھے کہنا تو نہیں چاہیئے لیکن انہیں کسی قیمت پر کیمپ کا رخ کرنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ اوور" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— اب آپ نے گیند ہمارے کورٹ میں پہنچا دی ہے۔ اب آپ بے فکر ہو جائیں۔ اب یہ لوگ دوبارہ ان پہاڑیوں کو کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ اوور" شاگل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اوور اینڈ آل" کرنل ڈیوڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"مجھے یقین ہے کہ شاگل انہیں سنبھال لے گا۔ لیکن تم لوگوں کو بھی بے فکر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اب تم سب نے چوبیس گھنٹے انتہائی محتاط رہنا ہے اور اب جو بھی مشکوک آدمی نظر آئے۔ میرا انتظار نہ کیا جائے بلکہ اسے گولی مار دی جائے" کرنل ڈیوڈ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسا ہی ہوگا" بلیکی اور رنارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور مائیکل ——— تم اپنے کام کی رفتار تیز کر دو۔ ہم اب جتنا جلد ممکن ہو سکے مشن مکمل کر لیں اتنا ہی اسرائیل کے لئے بہتر رہے گا" کرنل ڈیوڈ نے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس جناب ——— زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کا کام باقی رہ گیا ہے اس کے بعد اڈہ کام کے لئے پوری طرح تیار ہو گا" مائیکل نے جواب دیا۔

"اور نارمن اور بلیکی ——— تم لوگوں نے مجھے روزانہ شام کو رپورٹ دینی ہے۔ شاگل کی فریکوئنسی تم نے دیکھ لی ہے۔ تم چاہو تو میرے ریفرنس سے اس سے بات کر سکتے ہو۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ ان جاسوسوں کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ تمہیں ضرور اطلاع کرے گا ——— میں ابھی ایک ہفتہ یہاں ضرور رہتا لیکن مجھے وہاں اسرائیل میں انتہائی ضروری کام نپٹانے ہیں۔ اس لئے میں واپس جا رہا ہوں۔"

کرنل ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ——— اب ایسی کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔ ہم پوری طرح محتاط رہیں گے۔" بلیکی اور نارمن دونوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

راگ پور شہر کے چپے چپے پر سیکرٹ سروس کے منجھے ہوئے ارکان کا جال پھیلتا چلا گیا۔ راگ پور چھوٹا سا شہر تھا۔ اس کی آبادی زیادہ سے زیادہ دس بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھی۔ یہاں نہ ہی بڑے بڑے ہوٹل تھے اور نہ ہی بڑے بازار۔ ایک پہاڑی قصبہ تھا۔ تین دلکشی کالونیاں تھیں اور چند چھوٹے چھوٹے ہوٹل۔

شاگل نے اس بار فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو راگ پور سے بچ کر نہیں نکلنا چاہیے۔

اسے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی تھی کہ اس بار عمران اپنی پوری ٹیم کے ساتھ وہاں آیا تھا۔ اور اس چھوٹے سے شہر میں انہیں آسانی سے ڈھونڈا جا سکتا تھا۔

چنانچہ کرنل ڈیوڈ کی کال ملتے ہی اس نے سیکرٹ سروس کے پانچ سو افراد کو فوری طور پر مخصوص ہیلی کاپٹروں کے ذریعے راگ پور پہنچنے کا حکم دے دیا اور

وہ خود بھی اپنے تیز رفتار ہیلی کاپٹر کے ذریعے آدھے گھنٹے کے اندر راگ پور پہنچ گیا۔ اس نے ہنگامی بنیادوں پر تحصیل کونسل کی ایک نو تعمیر شدہ عمارت کو اپنا دفتر بنا لیا۔ اس میں ضروری مشینری فٹ کرنے کے بعد اس نے مقامی طور پر چند کاروں کا بھی بندوبست کر لیا۔

اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کے سامنے اپنا مورچہ لگا لیا۔ اور اس کے آدمیوں نے بڑے محتاط انداز سے راگ پور کے ہوٹل اور ایک ایک مکان کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

اس نے اس بار ان لوگوں کو یہاں اکٹھا کیا تھا۔ جنہوں نے پہلے پاکیشیائی سیکرٹ سروس اور عمران کے ساتھ مقابلہ کیا ہوا تھا۔ اس طرح وہ لوگ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔

ہوٹلوں اور سراؤں کے متعلق اسے تفصیلی رپورٹیں مل چکی تھیں۔ وہاں وہ لوگ موجود نہیں تھے۔

اب شام ہونے والی تھی۔ اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ شاگل کا پارہ چڑھتا جا رہا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کس طرح ان لوگوں کا کھوج لگائے کہ ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سے چونک پڑا۔

"یس ——— شاگل سپیکنگ ——— اوور" ——— اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

"باس ——— نمبر الیون تھرٹی بول رہا ہوں ——— ابھی ابھی میں نے ایک نوجوان کو چیک کیا ہے ——— وہ اس وقت شاپنگ پلازہ میں موجود ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ پاکیشیا کا علی عمران ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ ——— کیا وہ اصلی شکل میں ہے ——— اوور" ——— شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب ——— وہ شاید میک اپ میں ہے۔ لیکن اس کی چال ڈھال اور انداز سے میں اسے پہچان گیا ہوں ——— اوور" الیون تھرٹی نے جواب دیا۔

"اوکے ——— تم اس کا انتہائی ہوشیاری سے تعاقب کرو اور جب وہ اپنے کسی رہائشی پوائنٹ میں پہنچے تو مجھے فوراً اطلاع کرو ——— اوور" شاگل نے تیز لہجے میں اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ——— اوور" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کی آنکھوں میں کامیابی کی امید کی چمک ابھر آئی تھی۔

اس نے تیزی سے فریکونسی بدلی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز ابھری۔

"یس ——— امر سنگھ سپیکنگ اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"شاگل سپیکنگ ——— اوور" شاگل نے کہا۔

"یس باس ——— اوور" ——— اس بار امر سنگھ کے لہجے میں نرمی کی جھلکیاں موجود تھیں۔

"امر سنگھ ——— ابھی ابھی الیون تھرٹی نے اطلاع دی ہے کہ اس نے عمران کو پلازا شاپنگ سنٹر میں گھومتے ہوئے دیکھا ہے ——— الیون تھرٹی عمران سے کئی بار ٹکرا چکا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے اس کی بات غلط

نہیں ہو سکتی۔ میں نے اسے عمران کا تعاقب کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ عمران کی رہائش گاہ کا علم ہو سکے۔ تم فوراً اپنے آدمیوں کو لے کر ایون تھرڈ کے پاس پہنچو اور اسے ہوشیار کئے بغیر اپنے طور پر ایون تھرڈ اور عمران کا تعاقب کرو۔ ایون تھرڈ لاکھ ہوشیار سہی لیکن عمران بھی ہزار آنکھیں رکھتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اسے جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے ۔ اوور"۔ شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— آپ بے فکر رہیں۔ اگر وہ واقعی عمران ہے تو پھر اس بار وہ ہم سے بچ کر نہیں نکل سکتا ——— اوور"۔ امر سنگھ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اور سنو ——— جیسے ہی اس کی رہائش گاہ کا پتہ چلے تم نے پوری فورس کو وہاں اکٹھا کر لینا ہے اور مجھے اطلاع دینی ہے۔ میں اپنی نگرانی میں یہ آپریشن مکمل کروں گا۔ اوور"۔ ——— شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسے ہی ہو گا ——— اوور"۔ امر سنگھ نے جواب دیا۔

اور شاگل نے جواب میں اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اور پھر آدھے گھنٹے کے شدید اور جان لیوا انتظار کے بعد اسے امر سنگھ کی کال موصول ہوئی۔

"باس ——— امر سنگھ بول رہا ہوں ——— اوور"۔ ——— امر سنگھ کے لہجے میں مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا رپورٹ ہے ——— اوور"۔ ——— شاگل نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔ ویسے وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ کامیابی ہو چکی ہے لیکن

پھر بھی وہ اس کی زبان سے تفصیلی رپورٹ سننا چاہتا تھا۔

"باس ——— جسے ایون تھرڈ نے ٹریس کیا تھا وہ واقعی عمران تھا۔ جب میں پلازا شاپنگ سنٹر پہنچا تو اس وقت وہ وہاں سے نکل رہا تھا ——— میں نے خود اسے چیک کیا۔ وہ مختلف دکانوں میں گھومتا پھرتا رہا۔ ہم نے بڑی ہوشیاری سے اس کا تعاقب کیا اور اسے ذرا برابر بھی شک نہیں ہونے دیا۔

اس کے بعد وہ وہاں سے کرشن پورہ پہنچا اور وہ اس کی کوٹھی نمبر اکیس میں چلا گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سمیت اس کوٹھی کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ کوٹھی کے اندر کچھ لوگ موجود ہیں۔ میں نے پہلے سوچا تھا کہ خود اندر جا کر تصدیق کر لوں لیکن پھر میں اس لئے رک گیا کہ آپ کی اس بارے میں ہدایات حاصل کر لوں ——— اوور"۔ امر سنگھ نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ... ——— تم وہیں ٹھہرو ——— میں خود آ رہا ہوں۔ نیلے رنگ کی کار میری ہو گی۔ وہاں پہنچ کر میں خود اپنی نگرانی میں کوٹھی پہ چھاپہ ماروں گا ——— اوور"۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور اٹھ کر تیزی سے باہر پورچ کی طرف لپکا۔ جہاں اس کی کار پہلے سے تیار کھڑی تھی۔

اس نے ڈرائیور کو جو یہاں کا مقامی آدمی تھا فوراً کرشن پورہ کالونی چلنے کے لئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار پورچ سے موڑی اور پھر اسے پھاٹک سے باہر لا کر اس کا رخ دائیں سمت کیا اور پھر پوری رفتار سے کار آگے بڑھا دی۔

پہاڑی کٹاؤ والی سرنگ سے نکل کر عمران اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے راگ پور شہر کی حدود میں داخل ہو گئے۔ یہاں احتیاطاً وہ سب علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

نائران نے انہیں کرشن پورہ کالونی کی کوٹھی کا پتہ اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ تاکہ وہ یہاں از خود پہنچ جائیں۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔" بلیک زیرو نے سب کے علیحدہ ہوتے ہی عمران سے کہا۔

"تم ہم سے علیحدہ رہ کر ہماری نگرانی کرو ——— یہ چھوٹا سا شہر ہے یہاں کسی بھی وقت حالات ہمارے خلاف ہو سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اب تمہارا ٹیم کے ساتھ آنا خطرناک ہو سکتا ہے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اگر آپ کہیں تو میں بطور ایکس ٹو آپ سے رابطہ قائم کرلوں"——

" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— تمہارے غائب ہونے کے بعد ایکسٹو کی کال آنے سے یہ لوگ مشکوک بھی ہو سکتے ہیں۔ تمہارا کام بس خفیہ نگرانی ہوگی۔ کسی قسم کی مداخلت اس وقت تک نہ کرنا جب تک حالات کے تحت اس کی انتہائی ضرورت درپیش نہ آجائے۔" عمران نے کہا۔

وہ دونوں بڑے اطمینان سے سڑک کے کنارے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دوست کافی عرصے بعد ملے ہوں اور اب ایک دوسرے سے گپیں ہانک رہے ہوں۔

"اب آپ کا پروگرام کیا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"آج رات میں مشن کو مکمل کرنا چاہتا ہوں ——— ہر قیمت پر۔ کیونکہ زیادہ دیر ہمارے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کرنل فریدی شاگل سے رابطہ قائم کرے اور شاگل اپنے بدلے چکانے کے لئے یہاں آن ٹپکے۔ پھر معاملات زیادہ الجھ جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میرے خیال میں میں آپ لوگوں کی نگرانی کرنے کی بجائے اگر میں دوبارہ ان پہاڑیوں کی طرف نکل جاؤں تو ہو سکتا ہے کوئی ایسی انفرمیشن حاصل کرلوں جو رات کے مشن میں ہمارے کام آسکے۔ یہاں تو آپ نے سارا دن کوٹھی میں گزارنا ہے۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ——— یہ بھی ٹھیک ہے لیکن انتہائی محتاط رہنا۔ اب وہ لوگ بے حد ہوشیار ہو چکے ہوں گے۔" عمران نے اسے ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ بہرحال اگر کوئی خاص بات میرے علم میں آئی تو میں

آپ کو بی سیکشن ٹرانسمیٹر پر بتا دوں گا۔" بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"او کے"۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو اس سے بچھڑ کر ایک کراسنگ پر مڑتا چلا گیا۔ جبکہ عمران سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کرسٹن پورہ کی اس کوٹھی میں پہنچ گیا۔ جس کا پتہ ناٹران نے اسے دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سوائے بلیک زیرو کے سب وہاں پہنچ گئے۔ ناٹران نے فیصل کو نگرانی کے لئے دوسری منزل پر بھیج دیا۔

"طاہر صاحب ابھی نہیں پہنچے"۔ ناٹران نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا

"وہ واپس چلا گیا ہے۔۔۔ مجھے کہہ رہا تھا کہ مجھے ایکسٹو نے صرف اس لئے بھیجا تھا کہ میں اسے تازہ ترین رپورٹ پیش کروں"۔ عمران نے کہا۔

"یہ طاہر صاحب کون ہیں۔۔۔ میں نے پہلی بار انہیں دیکھا ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"ابھی دیکھا کہاں ہے۔۔۔ ابھی تو وہ میک اپ میں تھا۔ سیکرٹ سروس کے ملٹری سیکشن کا ایجنٹ ہے۔ ملٹری انٹیلیجنس میں رہ کر ایکسٹو کے مفادات کا خیال رکھتا ہے"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو کبھی اس سیکشن کا کوئی آدمی سامنے نہیں آیا۔ جولیا نے بڑے مشکوک سے انداز میں پوچھا۔

"پتہ نہیں، اس پردہ نشین نے اس جیسے کتنے اور افراد پردے میں رکھے ہوئے ہیں۔ اس سے میری ملاقات ایک بار ملٹری انٹیلیجنس کی ایک خصوصی میٹنگ میں ہوئی تھی۔ ایکسٹو نے مجھے وہاں اپنا نمائندہ بنا کر

بھیجا تھا۔ وہاں اس نے مجھے اطلاعات مہیا کی تھیں۔ عمران نے جولیا کا شک دور کرنے کے لئے مزید وضاحت کر دی ضروری سمجھی۔

"ہو گا۔۔۔ ہمیں کیا۔ اب مسئلہ ہے اس مشن کا۔ اس سلسلے میں ہمیں ابھی سے کوئی پلاننگ کر لینی چاہیئے"۔ کیپٹن شکیل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر سامنے رکھتے ہوئے میز پر پھیلا دیا۔ یہ نقشہ وہ پاکیشیا سے ہی اپنے ہمراہ لایا تھا۔ یہ اس نقشے سے زیادہ تفصیلی تھا جو ناٹران نے بلیک زیرو کو مہیا کیا تھا۔

"یہ ہے وہ سپاٹ۔۔۔ جہاں ہم اترے تھے"۔ عمران نے ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"اور یہ ہے ان کا مین چیکنگ اسٹیشن"۔ ناٹران نے ایک دوسرے سپاٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔ بالکل یہی جگہ ہے۔ اور میرا خیال ہے جوانا بھی اس تالاب میں گرا تھا۔ کیونکہ وہ آخری آدمی تھا چھلانگ لگانے والوں میں سے۔ اس لئے اس کی باری آنے تک طیارہ لازماً یہاں تک پہنچ گیا ہو گا"۔ عمران نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ اڈہ کہاں ہے"۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"اڈہ ان پہاڑیوں میں ہی ہو سکتا ہے"۔ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا

پھر تھوڑی سی بحث مباحثے کے بعد سب عمران کی رائے سے متفق ہو

گئے۔ اس کے بعد رات کو ہونے والے مشن کا لائحہ عمل تیار کیا جانے لگا۔

"جولیا کا گروپ شمالی پہاڑی پر سے ہوتا ہوا اس اڈے تک پہنچے گا جبکہ میں اپنے گروپ سمیت جنوبی سمت سے آگے بڑھوں گا۔ ناٹران اور فیصل مشرقی طرف موجود رہیں گے۔ ان کا کام ہمیں کور کرنا ہوگا۔" عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یہ اڈہ کوئی عمارت تو نہیں ہوگی کہ ہم اس کے قریب پہنچ کر اس پر بموں سے حملہ کر دیں۔ یہ تو زمین دوز اڈہ ہے۔ اس کے اندر داخل ہونے کے بعد ہی کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ واپسی کے امکانات بھی سوچنے پڑیں گے۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم نے اچھا سوال کیا ہے ——— ہمیں واقعی اس اڈے کے اندر داخل ہونا ہے ——— لیکن یہ لوگ اس قدر محتاط ہوں گے کہ ہم سلو موشن میں کام کرتے ہوئے کبھی بھی اندر داخل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے جولیا کے گروپ کا کام یہ ہوگا کہ وہ شمالی سمت کے جنگل میں بموں کے دھماکے کر کے وہاں موجود لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے رکھے۔ جبکہ ہم آگے بڑھیں گے۔ اور پھر اس اڈے کی تباہی ہمارے ذمہ ہوگی ——— جب ہماری طرف سے کاشن ملے تو جولیا اور اس کا گروپ حالات کے مطابق واپس پلٹ جائے گا۔"

عمران نے کسی فوجی جرنیل کی طرح جنگی حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"مگر سارا سامان تو وہیں رہ گیا۔ اب ہمیں اس اڈے کی تباہی کے لئے نیا ساز و سامان چاہیے۔" جولیا نے کہا۔

"اوہ ——— یہ تو واقعی مسئلہ ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے ——— آپ مجھے سامان کی فہرست بتا دیں۔

میں دارالحکومت جا کر سامان لے آؤں گا۔ زیادہ سے زیادہ میں شام تک واپس آ جاؤں گا۔" ناٹران نے کہا۔

"گڈ شو ——— لیکن میرے ذہن میں ایک اور بات آ رہی ہے۔ وہاں میں نے اندازہ لگایا ہے کہ ان کی بے پناہ نفری موجود ہے اور وہ سب لوگ پوری طرح مسلح ہیں۔ اندھا دھند اقدامات ہو سکتا ہے ہمیں نقصان پہنچا جائیں"۔ عمران نے کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں موجود تھیں۔

"ہاں ——— پاکیشیا سے چلتے وقت تو میرا خیال یہی تھا کہ وہاں ان لوگوں نے اتنے وسیع اقدامات نہ کئے ہوں گے۔ اس لئے ہم فوجی انداز میں چھاپہ مار کر اس میں گھس جائیں گے اور اسے تباہ کر دیں گے۔ لیکن یہاں آ کر اس بات کا علم ہوا ہے کہ یہ لوگ بے حد ہوشیار ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ چیکنگ اسپاٹ اور چیکنگ اسٹیشن قائم کر رکھے ہیں۔ ایسے حالات میں ڈائریکٹ ایکشن کام نہیں دے سکتا۔"

صفدر نے کہا۔

"تو پھر ہم اپنی پلاننگ بدل دیتے ہیں ——— میں، صفدر اور کیپٹن شکیل ہم تینوں خفیہ طور پر اس اڈے میں گھسنے کی کوشش کریں گے جبکہ تم سب باقی ان کا دھیان بٹاؤ گے ——— تم نے دھماکے کر کے اور گولیاں چلا کر انہیں اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اس طرح ہم ان میں سے کسی کا میک اپ کر کے اندر داخل ہو جائیں گے۔ اور پھر اس اڈے کو اڑانا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔" عمران نے فوراً ہی اپنا پہلا فیصلہ بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— اس طرح کامیابی کے امکانات موجود ہیں لیکن ساری ٹیم کو ایکشن کر کے فوری لوٹنا ہوگا۔ ورنہ اگر ہمارا ایک بھی آدمی ان کے قابو آ گیا تو

سارا مشن فیل ہو جائے گا" جولیا نے کہا۔

"بالکل ——— ٹیم کا مشن تو صرف اتنا ہوگا کہ وہ ان سب کو اس وقت تک الجھائے رکھیں جب تک ہم اڈے کے اندر نہ پہنچ جائیں۔" عمران نے کہا۔

اور پھر کافی دیر تک بحث مباحثے کے بعد عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کا گروپ اڈے کے اندر جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ جبکہ باقی افراد کا مشن انہیں الجھانا تھا۔

چنانچہ یہ لائحہ عمل طے ہوتے ہی عمران نے مطلوبہ سامان کی ایک طویل فہرست بنا کر ان کے حوالے کی اور ناٹران وہ فہرست لے کر چلا گیا۔ جبکہ باقی افراد آرام کرنے کے لیے کمروں میں گھس گئے۔

ناٹران شام ہونے سے پہلے ہی واپس آ گیا۔ واپسی میں وہ کار پر آیا تھا۔ اور تمام سامان کار کی سیٹوں کے درمیان چھپایا گیا تھا۔ عمران نے وہ سامان بانٹ دیا اور اپنے مطلب کا علیحدہ رکھ لیا۔

"ایک اہم بات اور جناب" ——— ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب تم بھی اہم باتیں کرتے رہتے ہو ——— چلو اہم بھی کر دو شاید امتحان میں آ جائے ——— پاس تو ہو ہی جائیں گے" عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ناٹران مسکرا دیا۔

"مجھے دارالحکومت سے یہ اطلاع ملی ہے کہ شاگل ہنگامی طور پر تقریباً ایک سو افراد لے کر راگ پور پہنچا ہے۔ اور یہ بھی علم ہوا ہے کہ کسی کرنل ڈیوڈ نے سے ٹرانسمیٹر پر کال کیا تھا۔ جس کے بعد وہ یہاں آیا ہے" ناٹران نے کہا۔

"اوہ ——— یہ تو واقعی اہم ترین بات ہے۔ کرنل ڈیوڈ جی پی فائیو کا سربراہ

ہے۔ اس نے یہاں آنا تھا۔ ——— اس کا مطلب ہے اس نے شاگل کو کال کر کے ہمیں راگ پور میں ٹریس کرنے کے لئے کہا ہوگا اور اب شاگل کے آدمی چکراتے پھر رہے ہوں گے" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ——— آپ کی بات درست ہے ——— میں نے کئی آدمیوں کو سڑکوں پر دیکھا ہے" ناٹران نے جواب دیا۔

"ناٹران ——— کسی ہیلی کاپٹر کا بندوبست ہو سکتا ہے فوری طور پر" عمران نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہیلی کاپٹر ——— نہیں یہاں تو نہیں البتہ دارالحکومت میں ہو سکتا ہے البتہ یہاں راگ پور میں ایک فوجی یونٹ کا اڈہ ہے جہاں میرے خیال میں ہیلی کاپٹر موجود ہیں ——— میں نے ایک بار ایک مشن کے دوران اس اڈے پر ہیلی کاپٹر دیکھے تھے" ناٹران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— پھر تم ایسا کرو کہ فوری طور پر فیصل جان کو بھیج کر پتہ کراؤ کہ ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہیں یا نہیں ——— اگر مجھے ہیلی کاپٹر مل جائے تو میں زیادہ آسانی سے مشن کو مکمل کر سکتا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ——— میں فیصل جان کو بھیج دیتا ہوں" ناٹران نے کہا۔

"اور سنو ——— اس کے ساتھ ہی اس کالونی میں کسی اور کوٹھی کا بندوبست کرو ——— میں شاگل کو ایک چکر دینا چاہتا ہوں اگر شاگل کو چکر نہ دیا گیا تو شاگل نے ہمیں راگ پور سے باہر نہیں نکلنے دینا۔" عمران نے کہا۔

"وہ بھی ہو جائے گا۔ مجھے یہاں آ کر معلوم ہوا تھا کہ ساتھ والی تیسری کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے" ناٹران نے کہا۔

"بس ٹھیک ہے ——— تم اس کی چابی حاصل کر کے مجھے دو۔ پھر میں

جانوں اور شاگل جانتے ہیں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ناٹران سر ہلاتا ہوا اٹھ کر چلا گیا۔

"تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے چابی لا کر عمران کو دے دی۔ جس کے ساتھ کوٹھی کے نمبر کی چٹ بھی تھی۔ اور ساتھ ہی اس نے بتایا کہ فیصل کو اس نے جیلی کا پیڑا اڈے پر بھیج دیا ہے۔ وہ ایک گھنٹے بعد آ کر رپورٹ کرے گا۔

عمران نے ساری ٹیم کو اکٹھا کر کے حالات بتائے۔ اور پھر وہ انہیں اپنی پلاننگ سمجھا کر خود کوٹھی سے باہر نکل گیا۔

ٹیکسی کے ذریعے وہ شہر کے معروف شاپنگ سنٹر میں پہنچا اور اس نے خواہ مخواہ مختلف دکانوں کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ جلد ہی اسے اپنے تعاقب کا احساس ہو گیا۔ اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

اور پھر وہ اسی طرح مختلف دکانوں پر گھومتا ہوا دوبارہ کرشن پورہ کالونی کی طرف واپس آ گیا۔ لیکن اس بار وہ اپنی کوٹھی کی طرف آنے کی بجائے اس کوٹھی میں پہنچا جس کی چابی ناٹران نے اسے لا کر دی تھی۔

اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہی وہ انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھا اور اس نے اندرونی کمرے کی بتیاں جلا دیں اور پھر وہ پچھلی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد ہی کوٹھی کی پچھلی دیوار پھاند کر کوٹھی سے باہر آ گیا تھا۔ اور پھر وہ تیزی سے اپنی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا

چند لمحوں بعد وہ اپنی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ جہاں اس کے ساتھی تیار ہو کر اس کے انتظار میں موجود تھے۔

"جیسے ہی شاگل اس کوٹھی پر ریڈ کرے۔ تم سب نے نکل جانا ہے۔ میں فیصل جان کے ساتھ آؤں گا" عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور پھر فیصل جان سے رپورٹ لینے کے لئے وہ اسے لے کر علیحدہ کمرے میں چلا گیا۔ لیکن جب فیصل جان نے اسے بتایا کہ اس اڈے پر ایک بھی جیلی کا پیڑا موجود نہیں ہے تو اس نے سر ہلا دیا۔ اور واپس آ کر سب کو پہلے والی پلاننگ پر عمل کرنے کا کہہ دیا۔

چنانچہ سب لوگ اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔



شاگل کی کار جلد ہی کرشن پورہ کالونی کی کوٹھی نمبر اکیس کے سامنے پہنچ گئی۔ کار کو ایک طرف رکوا کر شاگل باہر نکل آیا

اسی لمحے ایک درخت کی آڑ سے امر سنگھ باہر آ گیا

"کوئی آدمی باہر تو نہیں آیا" شاگل نے امر سنگھ سے پوچھا۔

"نہیں جناب ــــ" امر سنگھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ اپنے آدمیوں کو کاشن دو کہ وہ سب بیک وقت ہر طرف سے کوٹھی کے اندر داخل ہو جائیں اور اندھا دھند فائرنگ اور بموں سے کوٹھی کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں ــــ کوئی آدمی کسی قیمت پر زندہ نہ رہنے" شاگل نے امر سنگھ کو ہدایت دیتے ہوئے کہا

"لیکن باس۔ پہلے کیوں نہ ہم اندر سے حالات دیکھیں، پھر ایکشن میں آجائیں۔" امر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں عمران اور اس کے ساتھی ہماری ذرا سی غفلت سے فائدہ اٹھا جائیں گے ــــ ہمیں براہ راست ایکشن کرنا ہوگا۔ میں اب صرف انکی لاشیں ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور بس" شاگل نے غراتے ہوئے کہا۔

اور امر سنگھ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ شاگل خود واپس پلٹا اور پھر ایک درخت کی آڑ میں کھڑا ہو گیا۔

وہ صرف اس وقت اندر جانا چاہتا تھا۔ جب حالات اس کے کنٹرول میں ہوں۔ دراصل لاشعوری طور پر وہ عمران سے خوفزدہ تھا۔ اس لئے وہ براہ راست ایکشن میں حصہ لینے سے لاشعوری طور پر گریز کر رہا تھا

چند لمحوں بعد اس نے بے شمار سپاہیوں کو کوٹھی کی دیواریں پھلانگ کر اندر جاتے ہوئے دیکھا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ اسے یقین تھا کہ اس بار عمران زندہ نہ نکل سکے گا۔ اور پھر اس نے گولیوں کی آوازیں سنیں تو وہ مزید مطمئن ہوتا چلا گیا۔

اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اسے انسانی چیخیں کوٹھی کے اندر گونجتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے بعد تو جیسے دھماکوں کا طوفان آگیا ہو۔ پورا علاقہ دھماکوں اور گولیوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

اردگرد کی کوٹھیوں سے لوگ بڑی پریشانی کے عالم میں باہر نکل آئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں بے شمار لوگوں کا جمگھٹا نظر آنے لگا۔

وہ سب پریشان تھے۔ چیخ رہے تھے۔ پولیس کو بلانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ بھاگ دوڑ رہے تھے۔ لیکن اب کوٹھی کے اندر خاموشی

طاری ہو گئی تھی۔

دوسرے لمحے کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور امر سنگھ باہر نکلتا نظر آیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

امر سنگھ کو دیکھتے ہی شاگل تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا ہوا امر سنگھ ــــ کیا عمران اور اس کے ساتھی مارے گئے" شاگل نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ کوٹھی تو خالی پڑی ہوئی ہے ــــ صرف کمروں کی بتیاں جل رہی ہیں۔ البتہ اندرونی کمرے کے پائیدانوں کے نیچے جدید قسم کے بم رکھے گئے تھے۔ جس کی وجہ سے ہمارے دس افراد ہلاک اور بارہ کے قریب زخمی ہو گئے ہیں" ــــ امر سنگھ نے انتہائی پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــ اوہ ــ چوٹ ہو گئی ــ اس کا مطلب ہے عمران کو تعاقب کا علم ہو گیا تھا اور وہ چوٹ دے گیا" شاگل انتہائی پریشانی کے عالم میں کوٹھی کے اندر داخل ہوتے ہوئے بولا

اور پھر جب تک وہ زخمیوں کو چیک کرتا، کوٹھی کے باہر پولیس کی گاڑیوں کے سائرن چیخنے لگے۔ چند لمحوں بعد پولیس اندر داخل ہو گئی۔ راگ پور شہر کا افسر اعلیٰ بھی پولیس کے ہمراہ تھا۔ لیکن اندر سیکرٹ سروس کے چیف کو دیکھ کر وہ مودب ہو گیا۔ پولیس آفیسر بھی اسے دیکھ کر ٹھٹھک گئے۔

"کیا ہوا سر ــــ یہ کیسے دھماکے اور فائرنگ تھی" افسر اعلیٰ نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"غیر ملکی ایجنٹوں کا اڈہ تھا۔ ہم نے اس پر ریڈ کیا تھا مگر وہ نکل گئے اور

بموں کی وجہ سے ہمارے آدمی ہلاک اور زخمی ہو گئے ۔ فوراً ایمبولینس منگواؤ اور زخمیوں کو ہسپتال پہنچاؤ اور ہلاک شدگان کو ان کے آبائی گھروں میں پہنچانے کے انتظامات کرو" شاگل نے کرخت لہجے میں افسر اعلیٰ سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ امر سنگھ کو ساتھ لے کر کوٹھی سے باہر نکل آیا ۔ اس کا چہرہ غصے اور ندامت کی بنا پر بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

" اس پورے کرشن پورہ کو چھان مارو۔ پولیس کو ساتھ لے کر ایک ایک کوٹھی چیک کرو ۔ ۔ ۔ یہ چوٹ مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔ اور جب تک عمران کی بوٹیاں نہیں اڑیں گی مجھے چین نہیں آئے گا" شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے امر سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بہتر جناب ۔۔۔۔۔ امر سنگھ نے دبے لہجے میں کہا ۔ کیونکہ وہ اس سارے سلسلے میں اپنا ہی قصور محسوس کر رہا تھا ۔ اور شاگل غصے سے کڑھتا جلتا واپس اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس کا جی چاہ رہا تھا کہ کاش عمران اس کے ہتھے چڑھ جائے تو وہ اس کی گردن مروڑ دے ۔ لیکن ظاہر ہے اس طرح اگر عمران قابو میں آ جاتے تو اب تک ہزاروں بار اس کی گردن مروڑی جا چکی ہوتی

عمران ، صفدر ، کیپٹن شکیل اور جوانا اوور کوٹ پہنے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کوٹھی سے باہر نکلے ۔

باقی ٹیم تو دھماکے ہوتے ہی نکل گئی تھی ۔ عمران نے خود بھی میک اپ کر رکھا تھا اور باقی ساتھی بھی میک اپ میں تھے ۔ حتیٰ کہ جوانا کی شکل و صورت بھی بالکل بدلی ہوئی تھی ۔

عمران نے جوانا پر مقامی میک اپ کیا تھا ۔ کیونکہ اس طرح وہ منفرد نظر نہ آتا تھا ۔ نالڑان ، فیصل جان وہ لباس ساتھ لے آئے تھے جو انہوں نے وہاں کے آدمیوں سے چھینا تھا ۔ فیصل جان کا اوور کوٹ جوانا کو کھینچ کھانچ کر پورا آ جاتا تھا۔

لیکن عمران نے وہ لباس استعمال نہ کئے تھے ۔ کیونکہ اس طرح وہ راستے میں چیک کئے جا سکتے تھے ۔ وہ عام لباس میں تھے ۔

۔ کوٹھی سے باہر آ کر وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے اکیس نمبر کوٹھی

کے سامنے پہنچے تو اسی وقت شاگل غصے سے چیختا چلاتا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"تم لوگ آگے چلو ــــــ میں ذرا شاگل سے دو باتیں کر لوں"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھی مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

"جناب ــــــ آپ تو مجھے بہت بڑے افسر لگتے ہیں۔ شکل و صورت سے بھی اور قد و قامت سے بھی"۔ــــ عمران نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں شاگل سے مخاطب ہو کر کہا جو کار کا دروازہ کھولنے میں مصروف تھا۔

"تم کون ہو"۔ــــ شاگل نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

"جج ــــ جناب ناراض نہ ہوں ــــ میں تو آپ کی تعریف کر رہا ہوں جناب۔ میں نے بڑے بڑے افسر دیکھے ہیں لیکن آپ جیسا وجیہہ اور شاندار افسر آج تک نہیں دیکھا"۔ عمران نے خوفزدہ انداز میں دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں افسر ہوں"ــــ شاگل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے پہلے والی سختی مفقود ہو گئی تھی۔

"میں نے خود دیکھا ہے جناب ــــ سب آپ کو سلام کر رہے تھے۔ ویسے بھی آپ چہرے مہرے سے افسر لگتے ہیں ــــ شاندار افسر"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ شکریہ ــــ میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیے"۔ شاگل اب پوری طرح رلیشہ خطمی ہو چکا تھا۔

"نہیں جناب ــــ بس آپ کو دیکھا تو کہے بغیر نہ رہ سکا۔ البتہ میرے لائق کوئی کام ہو تو بتائیے۔ میں یہیں رہتا ہوں اور میں نے اس کوٹھی میں سے کچھ دیر پہلے ایک نوجوان کو پچھلی دیوار پھاند کر بھاگتے ہوئے دیکھا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ــــ کہاں گیا ــــ وہ نوجوان کیسا تھا"۔ شاگل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ یہاں سے بارھویں کوٹھی میں داخل ہوا تھا جناب۔ لیکن پھر وہاں سے بھی ایک کار میں بیٹھ کر چلا گیا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ کار کا رنگ کیسا تھا ــــ اس کا نمبر معلوم ہے"۔ شاگل نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں ــــ آپ ہی کی طرح نیلے رنگ کی کار تھی۔ نمبر ایکس۔ ایل تھری زیرو ون ٹو تھری تھا۔ میں نے خود پڑھا تھا"۔ عمران نے فوراً ہی نمبر بتا دیا۔

"ویری گڈ ــــ آپ بے حد ہوشیار آدمی ہیں ــــ آپ کا تعارفی کارڈ ــــ میں کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہوں۔ ہو سکتا ہے آپ کی خدمات کا حکومت سرکاری طور پر اعتراف کرے"۔ شاگل نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ڈائری نکال کر اس پر نمبر نوٹ کر لیا۔

"ارے باپ رے ــــ آپ اتنے بڑے افسر ہیں۔ آپ کی تو بہت شہرت ہے۔ کئی بار میں نے اخباروں میں آپ کا ذکر پڑھا ہے۔ پھر تو وہ نوجوان یقیناً غیر ملکی جاسوس ہوگا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ وہ پاکیشیا کا بہت خطرناک ایجنٹ تھا۔ بہت ہی خطرناک۔

اس کا نام علی عمران تھا۔ اگر آپ کو دوبارہ وہ کہیں نظر آئے تو ضرور آپ کال کریں ۔۔۔۔۔ کسی تھانے میں اطلاع دے دیں۔ اطلاع مجھ تک پہنچ جائے گی" شاگل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔ ۔۔۔۔ تو وہ میرا بھی ہم نام ہے ۔۔۔۔۔ جناب میرا نام علی عمران ہے۔ بہرحال وہ مجھے جہاں بھی نظر آیا میں اسے ضرور پہچان لوں" عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جیسے شاگل کے لئے یہ خدمت سرانجام دے کر اسے حقیقی خوشی ہوگی۔

"تم اپنا نام فوراً بدل لو ۔۔۔۔ مجھے اس نام سے نفرت ہے نوجوان۔ ایسا نہ ہو کہ کبھی اس شیطان کے بدلے میں تمہیں کوئی عذاب بھگتنا پڑے" شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ۔۔۔۔ جو آپ کا حکم ۔۔۔۔۔ میں اپنا نام شاگل رکھ لیتا ہوں اب تو جناب کو کوئی خطرہ نہیں ہے" عمران نے فوراً ہی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔۔ تم بھی عمران کی طرح ہی احمق ہو ۔۔۔۔۔ میں نے کب کہا ہے کہ تم میرا نام رکھ لو ۔۔۔۔۔ بہرحال تمہاری اطلاع کا شکریہ جہاں وہ نظر آئے مجھے ضرور اطلاع دینا" شاگل نے کہا۔ اور پھر کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"اچھا جناب" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ جبکہ شاگل کی کار تیزی سے آگے بڑھ کر موڑ کاٹ کر عمران کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔

عمران دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ اس نے شاگل سے گپ شپ اس لئے لگائی تھی کہ وہ اپنا میک اپ چیک کرنا چاہتا تھا۔ اب یہ تو جب

شاگل کار کا نمبر چیک کرائے گا اور اسے پتہ چلے گا کہ یہ اسی کار کا نمبر ہے جس پر وہ سوار ہے تو پھر اس کی حالت دیکھنے والی ہوگی

عمران نے یہ نمبر اسے اس لئے اعتماد سے بتا دیا تھا کیونکہ نمبر مقامی تھا ظاہر ہے شاگل نے یہاں آکر یہ کار عارضی طور پر حاصل کی ہوگی۔ اور عارضی کار کا نمبر دیکھنا بھی کوئی گوارہ نہیں کرتا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے ایک بس سٹاپ سے جا کر بس پکڑ لی۔ بس نے اسے راگ پور شہر کے آخری بس سٹاپ پر اتار دیا۔

بس سٹاپ پہاڑیوں کے قریب تھا۔ عمران بس سے اتر کر جب تھوڑی دور آگے بڑھا تو ایک عمارت کی آڑ سے صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا نکل کر اس کے ساتھ آملے۔

"مجھے تو فکر ہو گئی تھی عمران صاحب کہ کہیں شاگل آپ کی طرف سے مشکوک نہ ہو جائے۔" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسے اب اپنا نام بدل لینا چاہیئے۔ اب اسے شاگل کی بجائے اپنا نام گدھا رکھ لینا چاہیئے ۔۔۔۔۔ میں نے اسے اپنا اصلی نام بھی بتا دیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی ۔۔۔۔۔ مجال ہے ذرا سا بھی حس و حرکت میں بیٹھی رہی ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

ماحول پر اب چونکہ گہرا اندھیرا چھا چکا تھا۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے پہاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اور خود بھی اس اندھیرے کا جزو معلوم ہو رہے تھے۔ جوانا کے کندھے پر کینوس کا ایک بڑا سا تھیلا لدا ہوا تھا۔

"آپ نے سیلی کا پتہ کا کیوں پتہ چلوایا تھا" کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"اگر سیلی کا پتہ مل جاتا تو مزہ آجاتا۔ میں کرنل ڈیوڈ بن کر وہاں پہنچ جاتا۔ اور پھر ظاہر ہے اڈہ میرے قبضے میں ہوتا۔ مگر اب کیا کیا جائے۔ اس شہر میں سیلی کا پتہ ہی میسر نہیں آیا ——— بے چارہ کرنل ڈیوڈ" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دل ہی دل میں عمران کی ذہانت کی داد دینے لگے۔ کیونکہ واقعی کرنل ڈیوڈ کے میک اپ میں اسے اڈے میں داخل ہونے میں بڑی آسانی ہو جاتی۔

کافی دیر تک چلتے رہنے کے بعد اب وہ پہاڑیوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ عمران کے ذہن میں نقشہ پوری طرح موجود تھا۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

اور پھر جیسے ہی وہ ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچے اچانک اردگرد کی پہاڑیوں میں حرکت ہوئی اور دوسرے لمحے پانچ مشین گنوں سے مسلح افراد نے یکلخت انہیں گھیر لیا۔

"خبردار ——— ہاتھ اٹھا لو" ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

اس کے خواب میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ اس طرح دور دور تک ان لوگوں نے نگرانی کر رکھی ہوگی۔ ورنہ ظاہر ہے وہ احتیاط سے آگے بڑھتے۔

"کون ہو تم" ——— ان میں سے ایک نے قریب آکر بڑے کرخت لہجے میں پوچھا

"تمہیں کس کی تلاش ہے۔ میرا نام شاگل ہے۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں" عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں

بات کرتے ہوئے کہا۔

"کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف اور اس وقت یہاں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" پوچھنے والے نے بڑے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں ——— کیا سیکرٹ سروس کے چیف کے لئے کوئی خاص وقت مقرر ہوتا ہے" عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"آپ نے یہاں آنے سے پہلے اطلاع کیوں نہیں دی" اس آدمی نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"یہ ہمارا ملک ہے ——— ہم جس وقت چاہیں یہاں آسکتے ہیں تم کون ہوتے ہمیں روکنے والے" عمران کا لہجہ اب غصیلا ہوتا جا رہا ہے۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے پہلے پوچھنے دیجئے۔ اگر آپ واقعی سیکرٹ سروس کے آدمی ہیں تو ہم خود آپ کو وہاں تک پہنچا دیں گے جہاں آپ جانا چاہتے ہیں۔ ورنہ آپ کی لاشیں بھی یہاں سے آگے نہ جا سکیں گی۔" اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ قدم قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

اس نے مشین گن ایک طرف رکھی اور پھر بیلٹ کے ساتھ لٹکا ہوا ٹرانسمیٹر باہر نکالنے لگا۔

کیپٹن شکیل اور صفدر نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا کیونکہ اب موقع تھا ان پر قابو پانے کا۔ لیکن عمران نے آنکھ کے اشارے سے انہیں منع کر دیا۔

"ہیلو ——— ہیلو ——— ہیگنگ پارٹی تھرڈ ون کالنگ باس ——— اوور" ٹرانسمیٹر آن کرتے ہی اس گروپ کے انچارج نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کیا۔

"یس ـــــ باس سپیکنگ ـــــ اوور" دوسری طرف سے ایک کرخت اور بھاری آواز سنائی دی۔ اور عمران فوراً ہی وہ آواز پہچان گیا۔

یہ وہی شخص تھا جس نے مین چیکنگ اسٹیشن میں اس سے بات کی تھی۔ اور اپنا نام بلیکی بتایا تھا۔

"باس ـــــ شہر کی طرف سے چار افراد پیدل چلتے ہوئے پہاڑیوں کی طرف آرہے ہیں۔ وہ مقامی افراد لگتے ہیں۔ ہم نے انہیں کور کیا ہے تو ان میں سے ایک اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کا چیف شاگل بتاتا ہے۔ اور شاید آپ سے ملنے کے لئے آیا ہے۔ میں نے سوچا کہ پہلے آپ سے بات کر لوں ـــــ اوور" اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا

"سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور یہاں ـــــ مگر اس نے یہاں آنے سے پہلے کوئی اطلاع نہیں دی" بلیکی کے لہجے میں حیرت اور بے یقینی تھی۔

"یہ بات میں نے پوچھی تھی باس۔ مگر وہ مجھ سے ناراض ہونے لگا کہ یہ ہمارا ملک ہے۔ ہمیں اطلاع دے کر آنے کی کیا ضرورت ہے ـــــ اوور"

"اوہ ـــــ کتنے آدمی ہیں وہ ـــــ اوور" بلیکی نے پوچھا۔

"کل چار افراد ہیں جناب ـــــ اوور" انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ تم انہیں وہیں روکو ـــــ میں خود وہیں آرہا ہوں۔ اگر وہ کسی قسم کی بھی غلط حرکت کریں تو بے شک گولی مار دینا ـــــ اوور" بلیکی نے کہا۔ اور عمران اس کی ذہانت کی داد دینے لگا کہ وہ انہیں

اپنے پاس بلانے کا رسک اٹھانے کی بجائے خود وہیں آرہا تھا

"ٹھیک ہے جناب ـــــ اوور" انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے اوور اینڈ آل سنتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب ہم ہاتھ بھی نیچے کر سکتے ہیں یا نہیں" عمران نے اس کے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی تلخ لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــــ جب تک باس نہ آجائے ـــــ تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی" انچارج نے سخت لہجے میں کہا۔

"کتنی دیر لگے گی تمہارے باس کو یہاں آنے میں" عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"دس پندرہ منٹ تو لگ ہی جائیں گے" انچارج نے جواب دیا۔

"کافی وقت ہے"

عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھی یہ الفاظ سنتے ہی چونک پڑے۔ کیونکہ عمران کے یہ الفاظ بتا رہے تھے کہ وہ ایکشن میں آنے کا فیصلہ کر چکا ہے اسی لمحے عمران نے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر اٹھا لیا۔

"ادھر میرے پاس آؤ ـــــ میری جیب سے ایک کارڈ نکال لو۔ میں نہیں چاہتا کہ میں تمہارے باس کے سامنے ہاتھ جیب میں ڈالوں اور وہ بھڑک اٹھے" عمران نے انچارج سے کہا۔

اور انچارج سر ہلاتا ہوا اس کے قریب آگیا۔ اور پھر جیسے ہی وہ عمران کے قریب آیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی۔ اور دوسرے لمحے انچارج اچھل کر سر کے بل زمین پر جا گرا۔ جبکہ اس کی مشین گن اب عمران کے ہاتھوں میں

تھی۔ عمران کے ساتھی تو پہلے ہی ایکشن میں آنے کے لئے تیار تھے جبکہ انچارج کے ساتھی اب قدرے اطمینان کی حالت میں کھڑے تھے۔ اس لئے وہ مار کھا گئے۔ جب تک وہ صورت حال کو سمجھتے، وہ زمین چاٹ رہے تھے اور ان کی مشین گنیں عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھیں۔

اور پھر عمران کی مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونج اٹھی اور ایک ہی سرکل میں اس نے پانچوں افراد کے جسم گولیوں سے چھلنی کر ڈالے اور زمین سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ گولیوں سے چھلنی ہو کر دوبارہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔

"آؤ ——— ادھر جھاڑیوں میں چھپ جاؤ"۔ عمران نے ان کے ختم ہوتے ہی چیخ کر کہا اور وہ سب دوڑتے ہوئے دائیں طرف موجود بڑی بڑی جھاڑیوں میں چھپتے چلے گئے۔

مشین گن کی گولیوں نے خاصی گونج پیدا کر دی تھی لیکن ان کا کہیں سے کوئی ردعمل سنائی نہ دیا۔ شاید یہ ٹولی ادھر اکیلی ہی تھی۔ اور اس پہاڑی کے قریب کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ ورنہ گولیوں کے ردعمل میں کوئی نہ کوئی آواز ضرور سنائی دے جاتی۔ عمران ردعمل نہ دیکھ کر اور زیادہ مطمئن ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد اوپر پہاڑی پر سے روشنی سی چمکی اور ساتھ ہی ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"انچارج ——— کیا صورت حال ہے"۔ یہ آواز بلیکی کی تھی۔ وہ شاید نیچے ... پہلے صورت حال کا پتہ کرنا چاہتا تھا۔

"اوکے ——— باس" ——— عمران نے انچارج کی آواز میں جھاڑی سے باہر نکل کر زور سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے ٹارچ کی روشنی تیزی سے نیچے آنی شروع ہو گئی۔

جس جگہ بلیکی کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں وہاں چونکہ بڑی بڑی جھاڑیاں تھیں۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اوپر سے وہ انہیں چیک نہ کر سکیں گے۔

چند لمحوں بعد اس نے چار افراد کو پہاڑی سے نیچے اترتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ٹارچ تھی جبکہ تین اس کے پیچھے تھے۔

"کہاں ہیں وہ لوگ" ——— بلیکی نے نیچے آتے ہوئے پوچھا۔

"ان جھاڑیوں میں پڑے ہوئے ہیں باس" ——— عمران نے جواب دیا۔ اس نے ان جھاڑیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جدھر اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"جھاڑیوں میں ——— کیا مطلب"۔ بلیکی نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ——— آپ نے فائرنگ کی آوازیں نہیں سنیں تو میں کیا کروں"۔ اس بار عمران نے اصل لہجے میں کہا۔

اور بلیکی اور اس کے ساتھی اس کا بدلا ہوا لہجہ سن کر تیزی سے ٹھٹکے مگر دوسرے لمحے ان کے ہاتھ خود بخود تیزی سے اٹھتے چلے گئے کیونکہ عمران کے ساتھی مشین گنوں سمیت اچانک باہر آ گئے تھے۔

ظاہر ہے اتنی مشین گنوں کے مقابلے میں ان کے لئے عقلمندی اسی بات میں تھی کہ وہ ہاتھ اٹھا دیتے۔

"تم کون ہو" ——— بلیکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں ——— میں شاگل ہوں ——— کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف ——— تمہارے ساتھیوں نے ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے انہیں ہلاک ہونا پڑا"۔ عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم واقعی شاگل ہو، دشمن کے ایجنٹ نہیں ہو" بلیکی نے ایک طویل سانس لے کر اپنے ہاتھ نیچے کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شکوک کا عنصر موجود تھا۔

"ثبوت یہ ہے کہ تمہارے چیف کرنل ڈیوڈ نے مجھے ٹرانسمیٹر کال کی تھی اور اسی کال کی وجہ سے میں یہاں راک پور پہنچا تھا۔ میں نے کرنل ڈیوڈ سے بات کرنی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کے لئے مشورہ کرنا ہے۔ اور کرنل ڈیوڈ نے مجھے اپنی فریکوئنسی نہیں بتائی تھی۔ اس لئے مجھے خود یہاں آنا پڑا۔"

عمران نے کہا۔ اس نے ناٹران کی بتائی ہوئی اطلاع کو بطور ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔

"اوہ ـــــ ٹھیک ہے ـــــ اب مجھے یقین آگیا ہے لیکن تمہیں ہمارے ساتھیوں کو ہلاک نہ کرنا چاہیئے تھا" بلیکی نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے ان کے ہاتھوں خود ہلاک ہو جاتا" عمران نے جواب میں طنزیہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــــ کرنل تو واپس چلے گئے ہیں۔ آپ کیا مشورہ کرنا چاہتے ہیں۔ میرا نام بلیکی ہے اور میں یہاں کا انچارج ہوں میرا تعلق جی پی فائیو سے ہے" بلیکی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی پہاڑیوں پر ریڈ کرنے کے لئے شہر سے نکل چکے ہیں۔ میں چونکہ عمران کے حربوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ہیڈ کوارٹر میں

موجود رہوں تاکہ عمران کے سلسلے میں آپ کو بہتر طور پر گائیڈ کیا جا سکے" عمران نے کہا۔

"سوری چیف ـــــ آپ چاہے مقامی سیکرٹ سروس کے چیف ہی کیوں نہ ہوں لیکن ہم آپ کو ہیڈ کوارٹر تک نہیں لے جا سکتے" بلیکی نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کے ساتھی بھی آپ ہی کی طرح جی پی فائیو کے ممبر ہیں۔ کیا نام ہیں ان کے" عمران نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ یہ میرے ساتھی ہیں۔ راجر، آرتھر اور مائک ـــــ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں" بلیکی نے پوچھا

"بس ویسے ہی ـــــ بہرحال میرا کام آپ کو اطلاع دینا تھا۔ اگر آپ نہیں چاہتے کہ ہم آپ کو گائیڈ کریں تو آپ کی مرضی۔ آپ جانیں اور آپ کا کیمپ ویسے اگر عمران اور اس کے ساتھیوں نے آپ کا نقصان کر دیا تو میرا ذمہ نہ ہوگا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی بات کرنل ڈیوڈ سے ٹرانسمیٹر پر کروا دیتا ہوں لیکن اس کے لئے آپ کو ہمارے لنکنگ اسٹیشن تک چلنا ہوگا۔ اگر باس نے اجازت دے دی تب بے شک آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا" بلیکی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا" عمران نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"تو آیئے میرے ساتھ" ـــــ بلیکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ واپس مڑ کر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

عمران اور اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

پہاڑی پر چڑھنے کے بعد وہ دوسری طرف نیچے اترنے لگے۔ اس طرف بڑے گھنے درخت تھے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک درختوں کی آڑ سے بہت سے افراد نکلے۔ اور جب تک عمران اور اس کے ساتھی سنبھلتے، ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں نکلتی چلی گئیں۔ اور نہ صرف مشین گنیں ان کے ہاتھ سے نکل گئیں بلکہ اب وہ بیس کے قریب مشین گنوں کے گھیرے میں تھے۔

"خبردار ——— اگر کوئی غلط حرکت کی تو گولی مار دوں گا" بیکی نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہیں ہمارے ساتھ اس قسم کا سلوک کر کے پچھتانا پڑے گا ——— سمجھے"۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو ——— میں نے شاگل سے بات کر لی ہے۔ میں وہاں صرف اس لئے خاموش رہا کہ تمہارے پاس مشین گنیں تھیں۔ ورنہ وہیں ڈھیر کر دیتا" بیکی نے چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ظاہر ہے اس کی ساری گیم ہی الٹ گئی تھی۔

"انہیں گولیوں سے بھون ڈالو۔ بعد میں ان کی تفتیش کرتے رہیں گے"۔ اچانک بیکی نے اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کے آدمی اس کے حکم پر عمل کرتے، اچانک ساتھ والی پہاڑی گولیوں اور خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ اور وہ سب دھماکے سنتے ہی بری طرح اچھلے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو موقع مل گیا۔

چنانچہ انہوں نے بیک وقت چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ سب ان میں سے ایک ایک آدمی کو لیتے ہوئے پہاڑی ڈھلوان پر گرتے چلے گئے۔ چونکہ ان کا ایک ایک آدمی ساتھ تھا۔ اس لئے باقی سب لوگ ان پر فائر نہ کر سکے اور پھر ذرا سا آگے جاتے ہی انہوں نے ان آدمیوں کو نیچے اچھال دیا اور خود اندھیرے میں تیزی سے جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔

اب دوسری طرف سے دھماکوں کا شور اور زیادہ بلند ہو گیا تھا۔ اور پوری پہاڑیوں پہ بھاگ دوڑ شروع ہو گئی۔

عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے اپنے وقت کے مطابق طے شدہ منصوبے کا آغاز کر دیا ہے۔ اور طے شدہ منصوبے کے مطابق انہوں نے صرف دس منٹ تک یہ فائرنگ کرنی تھی۔

عمران نے دور مار کاربینوں کی مدد سے اس فائرنگ کا منصوبہ بنایا تھا۔ ان کاربینوں کی مدد سے جولیا اور اس کے ساتھی دو ہزار گز دور سے فائرنگ کر سکتے تھے۔ اس طرح وہ خود بھی واپسی فائرنگ سے بچ جاتے۔

بھگدڑ مچتے ہی عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے نقشے کے مطابق آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔ فائرنگ بے حد شدید تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے پہاڑیاں ایک دھماکے سے اڑ جائیں گی۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے رینگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

گھپ اندھیرے میں فائرنگ کی روشنیاں یوں چمک رہی تھیں جیسے بادلوں میں بجلیاں چمک رہی ہوں۔ اور اسی معمولی سی روشنی میں وہ بیکی کے ساتھیوں سے بچتے بچاتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

ان کا ٹارگٹ سامنے والی پہاڑی کی دوسری طرف تھا کہ اچانک ان کے

سروں پر تیز روشنی چمکی۔ انہیں ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے ان کے عین سروں پر سورج طلوع ہو گیا ہو۔ اور دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ان کے قریب ہی ہوا۔ اور پھر اس خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی پتھروں کی بارش سی ہوئی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا جیسے سالم پہاڑی اڑ کر ان کے جسموں پر آ گری ہو۔ اور اس کے بعد ان کے ذہنوں پر تاریکی کا پردہ پھیلتا چلا گیا۔

ان کے جسم درختوں اور بھاری پتھروں کی بارش کی زد میں آ گئے تھے۔ اور یہ شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تاریخ کا بدقسمت ترین لمحہ تھا کہ عمران کے ساتھ ساتھ اس کے دو بہترین ایجنٹ پتھروں میں دفن ہو گئے تھے۔ کیونکہ ظاہر ہے اس قدر خوفناک اور طاقتور میزائل جولیا اور اس کا گروپ ہی چلا رہا تھا۔

اور یقیناً جب جولیا اور اس کے ساتھیوں کو پتہ چلے گا کہ ان کے چلائے ہوئے میزائل نے عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور جوانا کا یہ حشر کیا ہے تو ان کے پاس سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہے گا۔

جولیا اپنے گروپ کے ساتھ راگ پور شہر سے نکل کر ایک لمبا چکر کاٹ کر پہاڑوں کی دوسری سمت پہنچ گئی۔ ان سب نے اپنے کاندھوں پر بڑے بڑے تھیلے اٹھائے ہوئے تھے۔

ان تھیلوں میں میزائل، کاربین لانچر کے پارٹس اور طاقتور ترین بم تھے اور کوٹوں کے اندر انہوں نے دو ربار مشین گنیں چھپائی ہوئی تھیں۔

اندھیرے میں رینگتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ اچانک انہیں پہاڑی کے اوپر کی طرف حرکت سی محسوس ہوئی اور وہ سب جھاڑیوں میں دبک گئے۔

اسی لمحے چٹ کی آواز سنائی دی۔ اور پھر ایک شعلہ سا درختوں کے اندر لپکا۔ اور پھر سگریٹ کا سرا جلنے لگا۔ ان سب کے لبوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ ایسے ماحول میں سگریٹ پینا شدید حماقت کی انتہا ہی ہوتی ہے اور یہ حماقت ہو رہی تھی۔ اگر یہ سگریٹ نہ سلگایا جاتا تو شاید وہ سب انجانے میں

پھنس جاتے۔ لیکن اب وہ پوری طرح ہوشیار ہو چکے تھے۔

"میں اوپر جاتا ہوں مس جولیا" ——— تنویر نے رینگ کر جولیا کے قریب پہنچتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— تم اوپر جاؤ لیکن جذبات میں نہ آنا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہاں کتنے لوگ موجود ہیں اور کہاں کہاں بکھرے ہوئے ہیں"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں مس ——— آپ بے فکر رہیں"۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تیزی سے رینگتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ حالانکہ وہ جھاڑیوں میں سے ہو کر گزر رہا تھا لیکن اس کا انداز بہت محتاط تھا کہ اس کے گزرنے سے ہلکی سی سرسراہٹ بھی محسوس نہ ہو رہی تھی۔ باقی سب افراد سانس روکے ہوئے جھاڑیوں میں دبکے ہوئے تھے۔ انہیں تنویر کا سایہ اوپر جاتے ہوئے محسوس ہو رہا تھا۔

سگریٹ پینے والا شخص اسی طرح بڑے مطمئن انداز میں سگریٹ پی رہا تھا۔ اسے شاید اپنی طرف بڑھتے ہوئے خطرے کا ذرہ بھر بھی احساس نہ ہو رہا تھا۔

اور پھر تنویر اس کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کا ہاتھ ہلتا ہوا نظر آیا۔

اور دوسرے لمحے سگریٹ پینے والا چونک کر اٹھا۔

اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ اب وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ وہ سب خاموش پڑے ہوئے تھے۔

مگر چند لمحوں بعد وہ سب بری طرح چونک پڑے کیونکہ انہوں نے

پہاڑی کے اوپر کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی تھی۔ اس کے بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے دو افراد آپس میں لڑ رہے ہوں۔ جولیا نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور سب پھرتی سے رینگتے ہوئے اوپر چڑھتے چلے گئے۔

اب پہاڑی کے اوپر سکوت چھا گیا تھا۔ اور پھر پنسل ٹارچ جلی اور مسلسل جلنے لگی۔ یہ تنویر تھا جو اوپر صورت حال اپنے کنٹرول میں ہونے کا اشارہ کر رہا تھا۔

یہ اشارہ ملتے ہی وہ اٹھے اور پھر تیزی سے اوپر چڑھتے چلے گئے۔

"یہاں صرف یہی ایک شخص تھا۔ اس کی میں نے کر توڑ دی ہے"۔ تنویر نے ان کے اوپر پہنچتے ہی بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہیں جذبات میں نہ آنے کے لئے کہا تھا۔ اگر یہ زندہ ہوتا تو اس سے پوچھ گچھ ہو سکتی تھی"۔ جولیا نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور تنویر بس سر جھکا کر رہ گیا۔

ظاہر ہے، تنویر کی فطرت ہی ایسی تھی کہ وہ مار دھاڑ میں ہی سکون ڈھونڈتا تھا۔

"چاروں طرف پھیل جائیں اور دیکھیں کہ کہیں ان کی کوئی اور چوکی تو نہیں۔ ہمیں سامنے والی پہاڑی کی دوسری طرف پہنچنا ہے۔ وہاں سے ہم نے ٹارگٹ میزائل پھینکنے ہیں"۔ جولیا نے ان سب کو فوجی سپہ سالار کے سے انداز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے ادھر ادھر پھیلتے چلے گئے۔

جولیا تنویر کو اپنے ہمراہ لے کر تیزی سے آگے بڑھی۔ ابھی وہ ذرا سا ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک ٹھٹھک کر رک گئے۔ انہوں نے ایک

جھاڑی کی آڑ میں حرکت محسوس کی تھی۔

جولیا نے تنویر کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے اس جھاڑی کی طرف رینگتی چلی گئی۔ جھاڑی کے قریب پہنچتے ہی وہ رک گئی۔ پھر زیادہ احتیاط سے آگے بڑھنے لگی۔

مگر ابھی وہ صرف دو فٹ ہی آگے بڑھی تھی کہ اچانک کسی نے جھاڑی میں سے اس پر چھلانگ لگائی۔ ایک بھاری بھرکم سا سایہ اس پر چھاتا چلا گیا مگر جولیا نے انتہائی پھرتی سے کروٹ بدلی اور اس پر حملہ کرنے والا شخص منہ کے بل زمین پر گرتا چلا گیا۔

یہ ایک طویل القامت اور خاصا بھاری شخص تھا۔ نیچے گرتے ہی اس نے بھی تیزی سے کروٹ بدلی اور ایک بار پھر جولیا پر حملہ کرنا چاہا مگر اتنی دیر میں تنویر تیزی سے دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ شخص سنبھلتا تنویر اس پر جا گرا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور وہ آدمی کسی سانپ کی طرح لہرا گیا۔

اسی لمحے جولیا نے بھی اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک لگائی اور وہ شخص زمین پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ اور چند لمحوں بعد ہی وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔

"اس کی تلاشی لو تنویر"——— جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور تنویر نے پھرتی سے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

"اسے چٹان کی آڑ میں لے آؤ۔ میں اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتی ہوں۔ مگر اس کی آواز بلند نہ ہونی چاہیے۔" جولیا نے کہا اور تنویر سر ہلاتے ہوئے اس آدمی کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا ایک بڑی چٹان کی آڑ میں لیتا چلا گیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ——— لیکن یہ بھاگ نہ سکے۔"

جولیا نے کہا اور تنویر نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈال کر رسی کا گچھا نکالا اور اس کے بازو پشت پر کر کے باندھ دیئے اور ساتھ ہی اس کے پیر بھی اسی رسی سے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے پوری قوت سے اس کے گالوں پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔

چند ہی لمحوں بعد ایک کراہ کے ساتھ اس آدمی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ہوش میں آتے ہی تنویر نے بڑی پھرتی سے اس کی گردن پکڑی اور اس کا انگوٹھا اس آدمی کے نرخرے پر جم گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے انگوٹھے کو دبانا شروع کر دیا۔

اس آدمی کے حلق سے بھنچی بھنچی سی کراہیں نکلنے لگیں یوں لگ رہا تھا جیسے وہ چند لمحوں بعد ہی دم توڑ دے گا۔

"اگر تم نے آواز بلند کرنے کی کوشش کی تو ایک لمحے میں نرخرہ کاٹ دوں گا۔" تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نرخرے پر انگوٹھے کا دباؤ بڑھا دیا۔

"اس پہاڑی پر تمہارے اور کتنے ساتھی موجود ہیں۔" جولیا نے جھک کر تیز لہجے میں سوال کیا اور تنویر نے نرخرے پر انگوٹھے کا دباؤ ڈال کر ڈھیلا چھوڑ دیا۔

انگوٹھے کا دباؤ پڑتے ہی وہ آدمی بری طرح پھڑکا اور پھر دباؤ کم ہونے پر اس کے منہ سے بھنچی بھنچی سی آواز نکلی۔

"اوپر عنبر الیون اور نیچے میں ——— سامنے والی پہاڑی پر عنبر تھرٹین ہے۔"

اس آدمی نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا نمبر کیا ہے" ——— جولیا نے پوچھا۔

"بارہ" ——— اس آدمی نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

"خفیہ اڈہ یہاں سے کتنی دور ہے"۔ جولیا نے پوچھا۔

مگر اس آدمی نے یہ سنتے ہی جبڑے بھینچ لئے۔ مگر اسی لمحے تنویر نے اس کے نرخرے پر زور سے جھٹکا دیا اور اس بار شاید دباؤ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی پڑ گیا تھا۔ کیونکہ وہ شخص بری طرح تڑپا اور پھر اس کے منہ اور ناک سے خون فوارے کی طرح ابل پڑا۔

دوسرے لمحے اس کی گردن ڈھلک گئی۔ تنویر نے اس کا نرخرہ ہی توڑ دیا تھا

"اوہ ——— تنویر ذرا اپنی طاقت کو کنٹرول میں رکھا کرو"۔

جولیا نے جھلا کر کہا اور تنویر کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

جولیا کا یہ فقرہ اس کی طاقت کے لئے بھرپور خراج تحسین کا درجہ رکھتا تھا اور شاید لاشعوری طور پر تنویر جولیا کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا۔

"آئی ایم سوری مس جولیا ——— مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شخص اتنا ہی بودا نکلے گا"۔ تنویر نے دھیمے لہجے میں کہا۔ اور جولیا پلٹ کر پہاڑی کی طرف چلنے لگی۔ ظاہر ہے تنویر نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ دوسری پہاڑی پر پہنچ گئے۔ جہاں جوزف نے ایک اور آدمی کی گردن توڑ رکھی تھی۔ یہ شاید نمبر تھرٹین تھا۔

"مس ——— یہ مر گیا ——— میں نے تو بس اس کی گردن ہی مروڑی تھی"۔ جوزف نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور جولیا اس کی اس معصومیت پر مسکرا دی۔

"کوئی بات نہیں ——— بس ہم اپنے ٹارگٹ پر پہنچ گئے ہیں"۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے غصے سے پیر پٹخا۔

اسے غصہ اس بات پر آیا تھا کہ جب اس نے طاقت کا مظاہرہ کیا تو جولیا نے اسے ڈانٹ دیا تھا مگر اب جوزف کے معاملے میں اس نے کوئی غصہ ہی نہ دکھایا۔

تھوڑی دیر بعد سب ساتھی وہاں اکٹھے ہو گئے۔ ناٹران پہاڑی کے نیچے پہرے پر تھا۔ جبکہ فیصل جان کو وہ پروگرام کے مطابق پچھلی پہاڑی کی چوٹی پر چھوڑ آئے تھے۔ اور صدیقی نیچے تھا۔ اس طرح وہ نگرانی کے ساتھ ساتھ پیچھے سے حملہ کرنے والوں سے بھی نپٹ سکتے تھے۔

جولیا نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔ عمران کے ساتھ ان کا وقت طے ہو چکا تھا۔ اور اب اس طے شدہ وقت میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"میرا خیال ہے عمران کے ساتھ ٹرانسمیٹر پر بات کر لی جائے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی مشکل کی وجہ سے ٹارگٹ کے قریب نہ پہنچ سکا ہو اور ہماری ہی ٹائمنگ ان کے لئے خطرہ بن جائے"۔

جولیا نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ایک بات طے ہو گئی ہے تو پھر اس میں مزید الجھنیں نہ ڈالی جائیں تو بہتر ہے"۔ تنویر نے فوراً ہی جولیا کے خیال کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے"۔ ہو سکتا ہے وہ کسی ایسی سچویشن سے دوچار ہوں جہاں ہماری کال ان کے لئے مصیبت بن جائے"۔ نعمانی نے تنویر کی

حمایت کرتے ہوئے کہا اور جولیا مجبوراً سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔

"اچھا پھر کاربینیں نکال کر فٹ کر لو ——— ٹارگٹ سامنے والی پہاڑیوں کا درمیانی علاقہ ہے۔ ایک بار فائرنگ آن ہونے کے بعد اس وقت تک فائر نہ روکا جائے جب تک تمام میگزین ختم نہ ہو جائے۔ میگزین ختم ہوتے ہی ہمیں تیزی سے واپس لوٹنا ہوگا ——— ہر ممکن تیزی سے۔" جولیا نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

پھر انہوں نے پشت پر لدے ہوئے تھیلے نیچے اتارے اور پھر ان کے ہاتھ تیزی سے مصروف ہوتے چلے گئے۔

جولیا کی نظریں گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

چند لمحوں بعد اس نے تیزی سے ہاتھ ہلایا اور دوسرے لمحے سب کی کاربینیں فائرنگ میں مصروف ہو گئیں۔ اور طاقتور اور خوفناک میزائلوں کی سامنے والی پہاڑیوں پر بے دریغ بارش شروع ہو گئی۔ پہاڑیوں پر چھایا ہوا سکوت درہم برہم ہو گیا۔ اور بموں کے دھماکوں سے پہاڑی کی زمین لرزنے لگی۔

وہ انتہائی تیز رفتاری سے میزائل برساتے چلے جا رہے تھے اور پھر میزائلوں کے ختم ہوتے ہی انہوں نے مشین گنیں سنبھالیں اور اسی لمحے جولیا کے اشارے پر وہ گولیوں کی بارش برساتے ہوئے تیزی سے واپس ہٹتے چلے گئے۔

پہاڑیوں پر سیٹیاں، فائرنگ اور بھاگ دوڑ کی آوازوں کے ساتھ ساتھ انسانی چیخیں بھی گونج رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بار پھر پہلے والی پہاڑی کے دامن میں جا پہنچے

گئے۔ اور اس کے بعد پروگرام کے مطابق وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے راگ پور شہر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان کا پروگرام یہی تھا کہ واپس کوٹھی میں پہنچنے کے بعد وہ عمران کی طرف سے ٹرانسمیٹر کال کا انتظار کریں گے۔ اور پھر عمران کی ہدایات کے مطابق مزید اقدامات کریں گے۔

لیکن انہیں یہ احساس نہ ہو سکا کہ ان کے میزائلوں نے وہاں خود عمران اور اس کے ساتھیوں پر کیا قیامت توڑ دی ہے۔ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھرپور کورج دی ہے تاکہ وہ اڈے میں آسانی سے داخل ہو سکیں۔

شاگل نے اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی سب سے پہلے کار کے وہ نمبر چیک کرائے جو اسے نوجوان نے لکھائے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ ان نمبروں کے اسم کلیو مل جانے کی وجہ سے وہ بڑی آسانی سے عمران کے ٹھکانے کو دریافت کرے گا۔ مگر چند ہی لمحوں بعد جب اسے یہ بتایا گیا کہ یہ نمبر اسی کار کے ہیں جس پر وہ خود سوار رہے تو ایک لمحے کے لئے وہ حیرت سے بت بنا رہ گیا۔

مگر دوسرے لمحے غصے اور ندامت سے اس کا چہرہ بڑی طرح بگڑ گیا۔ اب اسے نوجوان کے ساتھ ہونے والی تمام گفت گو یاد آ رہی تھی۔ اور پھر غصے کی انتہا پر وہ اپنے ہی بال نوچنے لگا۔

اب وہ سارا کھیل سمجھ گیا تھا۔ وہ نوجوان خود علی عمران تھا۔ اور اس نے شاگل کو جی بھر کر بے وقوف بنایا تھا۔ اس نے اپنا اصل نام بھی بتا دیا تھا اور اس کی کار کے نمبر اور رنگ بھی بتا دیا تھا۔ مگر شاگل اس بات کو نہ سمجھ سکا۔

اب وہ بار بار مٹھیاں بھینچ رہا تھا کہ کاش اسے اس وقت ذرا سا بھی شبہ ہو

جاتا تو وہ اسے ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔ مگر اب وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا اور اب سوائے جھلانے کے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

ابھی وہ غصے کی شدت سے اپنے ہی بال نوچنے میں مصروف تھا کہ ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"شاگل سپیکنگ ـــــ اوور"۔ شاگل کا لہجہ بے حد بگڑا ہوا تھا یوں لگتا تھا جیسے وہ ابھی ٹرانسمیٹر کو ٹکر مار دے گا۔

"امر سنگھ بول رہا ہوں باس ـــــ اوور"۔ دوسری طرف سے امر سنگھ کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید شاگل کے بات کرنے کے انداز اور اس کے لہجے سے ہی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"صرف بولتے ہی رہو گے الو کے پٹھے یا کچھ کر دو گے بھی سہی ـــــ اوور"۔ شاگل نے غصے کی شدت میں گالی دیتے ہوئے کہا۔

"باس ـــ ـــ میں نے وہ کوٹھی دریافت کر لی ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھی تھوڑی دیر پہلے موجود تھے۔ اس کوٹھی میں سے وہ لباس لیپے بھی برآمد ہوئے ہیں۔ جو پہاڑوں پر استعمال ہوتے ہیں ـــــ اوور"۔ امر سنگھ نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ تو کیا یہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی ہے ـــــ اوور"۔ شاگل نے اپنے غصے کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ـــــ خالی پڑی ہوئی ہے۔ مگر اس میں موجود سامان سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ واپس ضرور آئیں گے ـــــ اوور"۔ امر سنگھ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ ـــ یہ اہم دریافت ہے ـــــ تم ایسا کرو کہ اس

کو بالکل نہ چھیڑو اور اسس کوٹھی کی خفیہ نگرانی کرو ـــــ جیسے ہی وہ لوگ واپس آئیں، مجھے اطلاع کر دینا ـــــ اوور"

شاگل نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ـــــ ایسا ہی ہو گا ـــــ اوور" امر سنگھ نے جواب دیا۔ اب اس کے لہجے میں اعتماد کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"سنو ـــــ اس بار میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔ پہلے بھی تمہاری وجہ سے ہمارے بہت سے آدمی ضائع ہو گئے ہیں ـــــ اوور"

شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس ـــــ اس بار میں بہت محتاط رہوں گا۔ اوور"

امر سنگھ نے جواب دیا۔ اور شاگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

وہ اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی آخر کہاں گئے ہوں گے۔ اور پھر خاصی دیر سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ سوائے پہاڑیوں پر جانے کے ان کا اور کوئی ٹارگٹ نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسے کرنل ڈیوڈ یا اس کے کسی آدمی کی فریکوئنسی معلوم نہ تھی۔ اس لئے وہ ان سے بات بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا اور شاگل نے چونک کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ دارالحکومت سے سرجیت کمار بول رہا ہوں"

ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔ اور شاگل یہ آواز سنتے ہی بری طرح چونک اٹھا۔ کیونکہ سرجیت کمار دارالحکومت میں اس کے مین ہیڈ کوارٹر

کا انچارج تھا۔ اس کی اچانک کال کسی نئے خطرے کا ہی پیش خیمہ ہو سکتی تھی۔

"یس ـــــ شاگل سپیکنگ ـــــ کیا بات ہے ـــــ اوور"

شاگل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ اسرائیلی سیکرٹ سروس جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کے اسسٹنٹ بلیکی کی کال آئی ہے ـــــ میں اسے آپ کے پاس ڈائریکٹ کر رہا ہوں ـــــ اوور"

سرجیت کمار نے کہا اور شاگل نے اطمینان کا سانس لیا۔

"یس ـــــ بات کراؤ ـــــ میں اسی کال کے انتظار میں تھا" اور شاگل نے جواب دیا۔

ٹرانسمیٹر ایک لمحے کے لئے خاموش رہا اور پھر ایک اور بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور چند لمحوں بعد یہ بلب سبز ہو گیا۔

"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ بلیکی کالنگ چیف آف سیکرٹ سروس ـــــ اوور"

ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل فرام دس اینڈ اوور"

شاگل نے لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"میں زاگ پور پہاڑیوں سے کرنل ڈیوڈ کا اسسٹنٹ بول رہا ہوں ـ آپ خود مسٹر شاگل ہیں ـــــ اوور" ـــــ بلیکی نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے میں شاگل کا بھوت بول رہا ہوں ـــــ اوور"

شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے بلیکی پر غصہ آ گیا تھا جو اس سے بات کرنے کے باوجود اس کے وجود کو تسلیم کرنے پر تیار نہ ہو رہا تھا۔

"سوری سر ——— میرا یہ پوچھنے کا یہ مقصد نہ تھا کہ یہاں پہاڑیوں پر چار افسر آ رہے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مقامی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور اس کے ساتھی بتا رہے ہیں ——— اوور"
بلیکی نے کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— یہ ضرور علی عمران اور اس کے ساتھی ہیں آپ انہیں فوراً گرفتار کر لیں ——— اوور" ——— شاگل نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— بس میں نے اسی تسلی کے لئے کال کی تھی اوور" بلیکی نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو مسٹر بلیکی ——— یہ لوگ انتہائی خطرناک اور عیار ہیں۔ آپ کو انتہائی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ورنہ یہ پل بھر میں سچویشن بدل دینے پر بھی قادر ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں خود وہاں آجاؤں ——— اوور" شاگل نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب ——— میرا تعلق جی پی فائیو سے ہے اور مجھے معلوم ہے کہ ان لوگوں پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے۔ میں انہیں ایسے کور کروں گا کہ یہ سانس بھی نہ لے سکیں گے۔ سچویشن بدلنا تو ایک طرف۔ مزید یہ کہ آپ کے اس وقت یہاں آنے سے ہم الجھن میں پڑ جائیں گے۔ اوور"
بلیکی نے جواب دیا۔

"اوکے ——— پھر آپ محتاط رہیں اور میں آپ کو یہاں کی ڈائریکٹ فریکوئنسی بتا دیتا ہوں۔ آپ کسی بھی وقت ایمرجنسی میں مجھے کال کر سکتے ہیں ——— اوور"
شاگل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— ایسا بہتر رہے گا ——— اوور" دوسری طرف سے بلیکی نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر شاگل نے اسے یہاں کی فریکوئنسی نوٹ کروا دی اور اس طرح یہ گفتگو ختم ہو گئی۔ مگر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہی شاگل کو احساس ہوا کہ اس سے ایک بار پھر حماقت سرزد ہو گئی ہے۔ اس نے اپنی فریکوئنسی تو اسے بتا دی ہے لیکن اس کی فریکوئنسی اسے پوچھنے کا اسے خیال ہی نہ رہا۔

وہ سوچنے لگا کہ نجانے کیا بات ہے۔ جب بھی عمران سے اس کا ٹکراؤ ہوتا ہے اس سے حماقتیں سرزد ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ شاید یہ عمران سے اس کا لاشعوری خوف تھا لیکن ظاہر ہے وہ اسے تسلیم تو نہ کر سکتا تھا۔

کال ختم ہونے کے بعد شاگل اٹھا اور اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ اسے شدید بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اور اس نے سوچا کہ اسے اب کھانا کھا لینا چاہیئے کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی بلیکی کے بس کے نہیں ہیں انہوں نے ضرور وہاں ہنگامہ برپا کر دینا ہے اور اس کے بعد بلیکی کو اپنی مدد کے لئے اسے بلانا ہی پڑے گا۔ اور شاید پھر کھانا کھانے کا وقت ملے یا نہ ملے۔

چنانچہ اپنے مخصوص دفتر میں آکر اس نے ملازم کو کھانا لے آنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے دفتر کی میز پر کھانا چن دیا گیا۔ اور شاگل کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا۔

کھانا کھانے اور بعد میں چائے کی پیالی پینے کے بعد وہ پوری طرح تازہ دم ہو گیا۔ اور ابھی وہ اٹھ کر دوبارہ آپریشن روم میں جانے کا پروگرام بنا ہی رہا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— شاگل سپیکنگ" ——— شاگل نے کہا۔

"میں چیف آف پولیس راگ پور دلجیت بول رہا ہوں جناب۔"
دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــ کیا بات ہے۔ ـــ کیسے فون کیا آپ نے۔" شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ـــ راگ پور سے ملحقہ پہاڑیوں پر بموں کے خوفناک دھماکے سنائی دے رہے ہیں اور ساتھ ہی فائرنگ کی آوازیں بھی آ رہی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے دو بڑی مجرم پارٹیاں ان پہاڑیوں پہ آپس میں ٹکرا گئی ہیں۔ لیکن جناب ہمیں حکومت سے واضح ہدایات ملی ہیں کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو ہم نے ان پہاڑیوں کی طرف نہیں جانا ـــ اس سلسلے میں میں نے سوچا کہ آپ سے بات کروں۔ کیونکہ آپ با اختیار افسر ہیں۔" دلجیت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا فائرنگ اور بموں کے دھماکے بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔" شاگل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ لیکن یہ فائرنگ اور دھماکے صرف پانچ منٹ تک جاری رہے ہیں۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی ہے۔" دلجیت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ آپ اس سلسلے میں پریشان نہ ہوں۔ یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے اور میں اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوں۔ ـــ ہم خود اسے سنبھال لیں گے۔" اس بار شاگل نے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب ـــ جیسا آپ کا حکم ـــ ورنہ میں نے تو سوچا تھا کہ پولیس کی نفری لے کر وہاں جاؤں اور حالات معلوم کروں۔" دلجیت نے جواب دیا۔

"آپ نے قطعاً اس معاملے میں مداخلت نہیں کرنی۔ اگر آپ یا آپ کے آدمیوں کی ضرورت پڑی تو میں آپ کو ہدایات دے دوں گا۔" شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب ـــ گڈ بائی۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

شاگل نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر تیزی سے آپریشن روم میں آ گیا۔ اب تو اسے اپنی حماقت کا اور زیادہ احساس ہو رہا تھا۔ اگر اس نے بلیکی کی فریکوینسی پوچھ لی ہوتی تو خود اسے کال کر کے صورت حال معلوم کر لیتا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے لیکن اب وہ سوائے اس کی کال کا انتظار کرنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ فائرنگ اور دھماکوں سے تو یہ بات صاف ظاہر تھی کہ یہ عمران کی پارٹی اور بلیکی کے آدمی ایک دوسرے سے کھلم کھلا ٹکرا گئے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ یہ اب بلیکی کی ذہانت اور اس کے آدمیوں کی کارکردگی پہ منحصر تھا۔

فون کو آئے ہوئے تقریباً پون گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اور شاگل کی بے چینی اب پورے عروج پر تھی کہ اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور شاگل نے انتہائی پھرتی سے اس کا بٹن آن کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ کال بلیکی کی ہو گی۔ مگر دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر پہ امر سنگھ کی آواز سن کر وہ جھلا گیا۔

"اوہ ـــ کیا بات ہے ـــ اوور۔" شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"باس ـــ میں اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہوں۔ ابھی ابھی نو افراد جن میں ایک غیر ملکی عورت بھی شامل ہے واپس کوٹھی میں پہنچے ہیں۔ وہ سب تھکے ہوئے اور پریشان سے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے کپڑوں کی حالت ایسی

جیسے وہ جھاڑیوں میں رینگتے رہے ہوں یا زمین پر لیٹے رہے ہوں"
امر سنگھ نے جواب دیا۔

"اوہ —— یہ یقیناً عمران کے ساتھی ہوں گے۔ یہ پہاڑیوں پر ہنگامہ کر کے واپس آئے ہوں گے۔ پوری طرح ہوشیار رہو۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ انہیں ہر حالت میں زندہ گرفتار کرنا ہے۔ کیا نمبر ہے ان کی کوٹھی کا —— اوور"۔
شاگل نے کہا۔

"کرشن پورہ کی کوٹھی نمبر چھتیس جناب —— اوور"۔ امر سنگھ نے جواب دیا۔

"او کے —— اوور اینڈ آل" —— شاگل نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ اٹھا اور تیزی سے پورچ کی طرف بھاگتا چلا گیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

ٹاپ پرائز

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم اے

• ۔ ٹاپ پرائز۔ دنیا کا سب سے بڑا انعام جو سائنس، طب اور ادب کی انقلابی ریسرچ پر دیا جاتا تھا۔

• ۔ ٹاپ پرائز۔ ایک ایسا بین الاقوامی انعام، جس کا حصول نہ صرف کسی سائنسدان بلکہ اس کے ملک کے لئے بھی انتہائی قابل فخر سمجھا جاتا ہے۔

• ۔ ٹاپ پرائز۔ جب پاکیشیا کے ایک سائنسدان کو دیا جانے لگا تو اس کے خلاف بین الاقوامی طور پر سازشوں کا آغاز ہو گیا ——— ؟

• ۔ ٹاپ پرائز۔ پاکیشیائی سائنسدان کو جب اس کے حق کے باوجود انعام سے محروم رکھنے کی سازش ہونے لگی تو عمران کو مجبوراً میدان عمل میں کودنا پڑا۔ اور پھر ایک منفرد اور تحیر خیز جدوجہد کا آغاز ہو گیا۔

• ۔ ٹرومین ۔ جو اس خوفناک سازش کے خلاف عمران کے ساتھی کی حیثیت سے سامنے آیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اس نے جب شروع کیا تو ——— ؟

• ۔ کوسٹائن ۔ ولیسٹرن کارمن کی سیکورٹی ایجنسی کا چیف جو پاکیشیائی سائنسدان کی بجائے اپنے ملک کے لئے ٹاپ پرائز حاصل کرنا چاہتا تھا۔

وہ اس میں کامیاب ہو گیا یا ——— ؟

• ۔ کوسٹائن ۔ ایک ایسا کردار جس نے ٹاپ پرائز کے حصول کے لئے معصوم بچوں پر انتہائی ہولناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔

• ۔ کوسٹائن ۔ جو ولیسٹرن کارمن کی انتہائی خوفناک ایجنسی ریڈ کا چیف تھا اور اس نے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جب اپنی انتہائی خطرناک ایجنسی کو حرکت دی تو ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں پر یقینی موت کے سائے چھپتے چلے گئے۔

• ۔ ٹاپ پرائز۔ جسے اس کے صحیح حقدار تک پہنچانے کے لئے ٹرومین عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں پر کھیل گئے ——— ؟

• ۔ ٹاپ پرائز۔ آخر کار کس کے حصے میں آیا ——— ؟ کیا واقعی ٹاپ پرائز اس کے صحیح حقدار کو ملا ——— یا ——— ؟

——— وہ لمحہ ———

جب ٹائیگر کو ٹاپ پرائز دینے کا اعلان کر دیا گیا ——— مگر عمران کو اس پر اعتراض تھا ——— کیوں ——— ؟

——— انتہائی حیرت انگیز سچویشن ———

• ۔ بین الاقوامی انعام کے پس منظر میں ہونے والی ایسی خوفناک سازشوں کی کہانی ——— جس سے دنیا ہمیشہ لاعلم رہتی ہے۔

• ۔ بے پناہ جدوجہد۔ انتہائی تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس پر مشتمل ایک ایسا ناول جو یقیناً آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں سے روشناس کرائے گا۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں قطعی منفرد انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

مصنف: مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ — شیطان کی دنیا — شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا — جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ — شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار — جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کیلئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا — یہ منصوبہ کیا تھا — ؟

رعمیس — ایک ایسا جادوئی زیور — جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی — کیوں — وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا — ؟

جبوتی — ایک شیطانی قوت — جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا — کیا واقعی ایسا ہوا — کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی

بلیک ورلڈ — جس کے مقابل عمران، جوزف، جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

بلیک ورلڈ — ایک ایسی پُراسرار، سحر انگیز اور انوکھی دنیا — جس کا ہر معاملہ عام دنیا سے ہٹ کر تھا۔

بلیک ورلڈ — جس کی پُراسرار اور انوکھی قوتوں کے مقابل عمران کو بالکل منفرد انداز میں جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی جدوجہد۔

• وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی — کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف طویل جدوجہد کے باوجود آخرکار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ کیوں اور کیسے — کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا — یا — ؟

بلیک ورلڈ — جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا — وہ طاقت کیا تھی — ؟

- قطعی مختلف انداز کی کہانی — انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
- تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پُراسرار دنیا کی کہانی
- ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحۂ قرطاس پر نہیں ابھرا۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ایڈونچر ناول

لیڈیز آئی لینڈ

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

لیڈیز آئی لینڈ — ایک ایسا جزیرہ — جہاں صرف عورتیں رہتی تھیں حکومت بھی عورتوں کی تھی — اور رعایا میں بھی صرف عورتیں ہی شامل تھیں۔

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں مردوں کا داخلہ نہ صرف ممنوع تھا بلکہ اسے ناممکن بنا دیا گیا تھا — کیوں — ؟

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں ایکریمیا اور اسرائیل کی ایک خفیہ سائنسی لیبارٹری کام کر رہی تھی اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے تھے — کیوں — کیا وہ اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے — یا — ؟

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں صرف عورتوں کو رکھا ہی اس لئے گیا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں کسی طرح داخل ہی نہ ہو سکے۔

صالحہ — پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی رکن — جسے چیف نے لیڈیز آئی لینڈ کی اس خفیہ لیبارٹری کو تباہ کرنے کا پہلا مشن سونپا۔ یہ مشن اس کا ٹیسٹ مشن تھا — کیا صالحہ اس مشن میں کامیاب رہی — یا — ؟

لیڈیز آئی لینڈ — جہاں صرف جولیا اور صالحہ نے مشن مکمل کرنا تھا لیکن وہ دونوں پہلے ہی مرحلے میں ناکام رہیں — کیوں — ؟ ان کا انجام کیا ہوا — ؟

مادام روزی — لیڈیز آئی لینڈ کی انچارج — جو ایکریمیا کی سپر ایجنٹ تھی — کیا وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لیڈیز آئی لینڈ میں داخل ہونے سے روکنے میں کامیاب ہو سکی — یا — ؟

• کیا عمران اور اس کے ساتھی لیڈیز آئی لینڈ میں مشن مکمل کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے — یا — ؟

منفرد کہانی - حیرت انگیز واقعات، بے پناہ سسپنس - تیز رفتار ایکشن پر مشتمل ایک شاہکار ایڈونچر

یوسف برادرز - پاک گیٹ ملتان

شہرۂ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

شوٹنگ پاور ــــــ مکمل
دے ٹو ایکشن ــــــ اول
دے ٹو ایکشن ــــــ دوم
ٹاپ ٹارگٹ ــــــ آخری حصہ
لانسر نائمیو ــــــ مکمل
ایجنٹ فرام پاورلینڈ ــــــ مکمل
روڈ سائیڈ سٹوری ــــــ مکمل
گریٹ فائٹ ــــــ مکمل
ونڈر پلان ــــــ اول
ونڈر پلان ــــــ دوم
بلیک کالار ــــــ مکمل
ڈیتھ گروپ ــــــ مکمل
ہیکل سلیمانی ــــــ اول
ہیکل سلیمانی ــــــ دوم
لیڈی شسندرتا ــــــ اول

لیڈی شسندرتا ــــــ دوم
چیلنج مشن ــــــ مکمل
ساجان سنٹر ــــــ اول
ساجان سنٹر ــــــ دوم
ریڈ پاور ــــــ مکمل
لیڈی کلرز ــــــ مکمل
پاور لینڈ کی تباہی ــــــ اول
پاور لینڈ کی تباہی ــــــ دوم
پریشر لاک ــــــ مکمل
ون مین شو ــــــ مکمل
لیڈیز مشن ــــــ اول
لیڈیز مشن ــــــ دوم
فاؤل پلے ــــــ اول
فاؤل پلے ــــــ دوم
بلڈ ہاؤنڈز ــــــ مکمل

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان